بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝

اے بے خبر! بخدمت فرقاں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند
(حضرت مسیح موعودؑ)

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

یعنی

مذاہب عالم پر نظر

جلد ۱۱ — شمارہ ۱۱

نومبر ۱۹۶۱ء

مدیر مسئول ابوالعطاء جالندھری مینیجر عبدالرحمٰن انور مولوی فاضل نائب مینیجر عطاء المجیب راشد	بدل اشتراک پاکستان و بھارت :- چھ روپے دیگر ممالک :- ۱۲ شلنگ فی پرچہ :- دس آنے چندہ پیشگی آنا چاہیئے!	اعزازی اراکین ادارۂ تحریر ۱- قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ربوہ ۲- صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ربوہ ۳- مولانا محمد سلیم صاحب دہلی ۴- شیخ مبارک احمد صاحب - نیروبی ۵- مولوی غلام باری صاحب سیف ربوہ ۶- عطاء الکریم صاحب شاہد ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مندرجات

مضمون	مصنف	صفحہ
اسلام کی فضیلت کا زندہ ثبوت (کلمات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام)		ٹائیٹل صفحہ
پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ	ایڈیٹر	صہ ۳
تنظیم اہلحدیث کے اعتراض کا جواب	"	صہ ۵
علامہ اقبال یقیناً جماعت احمدیہ سے متأثر تھے (مدیر چٹان کی غلط فہمی کا ازالہ)	"	صہ ۶
شذرات	"	صہ ۸
قصیدۃ عربیۃ	مولوی عزیز الرحمٰن صاحب فاضل	صہ ۹
زندگی (نظم)	مولوی مصلح الدین صاحب راجیکی مرحوم	صہ ۱۰
چند اہم سوالات اور ان کے جوابات	ایڈیٹر	صہ ۱۱
پاک و ہند کے قدیم پیغمبر	قریشی محمد اسد اللہ صاحب کاشمیری	صہ ۱۷
پادری عبدالحق صاحب کے نام کھلی چٹھی	ایڈیٹر	صہ ۲۰
قبول احمدیت کی داستان	جناب ماسٹر محمد پریل صاحب سندھی	صہ ۲۲
عیسائی صاحبان سے ایک سوال	ایڈیٹر	صہ ۲۴
بہائیوں کا جانشینی کے بارے میں شدید اختلاف	مولوی سید احمد علی صاحب فاضل لائلپور	صہ ۲۵
اگر اجازت ہو (نظم)	مولوی بشیر احمد صاحب راجیکی	صہ ۳۱
حاصلِ مطالعہ	چند قارئین	صہ ۳۲
ایڈیٹر کی ڈاک	مکاتیب نگار	صہ ۳۳
شرعی داڑھی کا مسئلہ	جناب شمس الدین صاحب پشاور	صہ ۳۶
مقام خاتمیت اور مقام محدثیت	ایڈیٹر	صہ ۳۸
احمدی مسلمان اور ان کے عقائد	ادارہ	صہ ۴۱
حضرت میر محمد اسحاق صاحب کا بچوں سے سلوک	سید اعجاز احمد صاحب	صہ ۴۳

تبصرہ

زجاجہ

زجاجہ کے معنے لیمپ کی چمنی یا شیشے کے ہیں جس میں بتی یا دیا یعنی مصباح رکھا جاتا ہے۔ اس نام سے اُردو زبان میں احمدی بچوں کا تربیتی و تعلیمی ماہنامہ عزیزہ محترمہ امۃ الباسط صاحبہ ایاز کی ادارت میں دارالسلام، افریقہ سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ نومبر ۱۹۶۱ء کا تازہ پرچہ جو دوسرا نمبر ہے ہمارے سامنے ہے۔ نظم و نثر میں بچوں کے لئے عمدہ اور دلچسپ مضامین درج ہیں۔ معتبد مکالمات ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔ آمین

سالانہ چندہ پانچ شلنگ

پتہ:- ماہنامہ "زجاجہ" پوسٹ بکس ۲۷۹
دارالسلام ٹانگانیکا۔ مشرقی افریقہ

جلد ۱۱ | ماہنامہ الفرقان ربوہ | جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ
شمارہ ۱۱ | | نومبر ۱۹۶۱ء

پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ

بیماری ——— اور ——— اس کا صحیح علاج

مسلمانوں میں عرصہ سے یہ احساس شدت اختیار کر رہا ہے کہ پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ زوروں پر ہے۔ اس بارے میں کافی تشویش اور اضطراب کا بھی اظہار کیا گیا ہے۔ فاضل مدیر الاعتصام لاہور نے لکھا تھا کہ:۔

"آئندہ چند برس میں عیسائیت اتنا زور پکڑ جائے گی کہ ہر جگہ **عیسائی ہی عیسائی** نظر آئیں گے اور یہ ایک محدود اقلیت کے بجائے بہت بڑی تعداد میں پہنچ جائیں گے۔"

(الاعتصام ۸ر ستمبر ۱۹۶۱ء)

جامعہ سلفیہ لائلپور کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ:۔

"پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ اور مسیحی مشنریوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے **سخت اقدامات** کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے ملک کے علماء کرام سے اپیل کی کہ وہ متحد ہو کر اس **فتنے کو دبانے کی کوشش** کریں۔" (روزنامہ کوہستان لاہور ۲۴ر اکتوبر ۱۹۶۱ء)

آخری مردم شماری (۱۹۶۱ء) کا اعلان کرتے ہوئے جناب وزیر داخلہ نے فرمایا کہ:۔

"پاکستان میں مسیحیوں کی تعداد گزشتہ ساٹھ سال میں تیس گنا ہو گئی ہے وزیر داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ مسیحیوں کی آبادی میں اس **حیران کن اضافہ کے اسباب** کی تحقیقات کی جائے گی۔"

(نوائے وقت لاہور ۴ر نومبر ۱۹۶۱ء)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ پانی سر سے اونچا نکل گیا ہے اور بیماری پوری شدت اختیار کر چکی ہے شاید اب بیماری کے متعلق اور اس کے احساس کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اب تو صرف بیماری کے علاج اور اس مرض کے مداوا کی طرف ہی توجہ ہونی چاہیئے۔

ایک علاج یہ تجویز کیا گیا ہے کہ حکومت پاکستان عیسائی مشنریوں کو تبلیغ سے روک دے۔ یہ تجویز اپنی شکست کا اعتراف اور اسلام کی **قوت تسخیر** کا واضح انکار

ہے۔ اگر کوئی اور شخص اس تجویز کا حامی ہو تو ہوا کرے ہم اس کی تائید نہیں کر سکتے اور نہ ہی حکومت سے ایسے اقدام کی توقع رکھتے ہیں۔

ایک دوسرا علاج یہ بتایا گیا ہے کہ **علماء کرام** متحد ہو کر اس فتنے کا مقابلہ کریں۔ یہ علاج واقعی کارگر ہو بشرطیکہ میسر آجائے۔ مگر اس بات کی کون ضمانت دے سکتا ہے کہ علماء کرام متحد ہو کر اس فریضہ کو سرانجام دے سکیں گے؟ ان علماء کا متحد ہونا ہی تو کالے اور والی بات ہے۔ سچ یہ ہے کہ یہ امید بھی ع تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مُردہ شود کی مصداق ہے۔ آخر آج تک ان علماء کو کس چیز نے **اتحاد** سے منع کر رکھا ہے؟ اے کاش علماء کرام متحد ہوں اور عیسائیت کے فتنے کا مقابلہ کریں!

قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آخری زمانہ کے اس سب سے بڑے فتنہ کا علم ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ آپ نے اس کی خبر دی اور اُمت کو اس فتنہ سے ڈرایا اور پھر بتلایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے **فتنوں** کے سدّباب کے لئے **سپاہی** مہیا کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنّہٗ سیکون فی اٰخر ھٰذہ
الاُمّۃِ قومٌ لھم مثل اجر
اوّلھم یأمرون بالمعروف و
ینھون عن المنکر ویقاتلون
اھل الفتن۔ (مشکوٰۃ المصابیح [illegible])

کہ میری اُمت کے آخری حصہ میں ایک ایسی قوم اُٹھیگی جسے صحابہؓ کی مانند اجر و ثواب حاصل ہوگا کیونکہ وہ امر بالمعروف کریں گے اور نہی عن المنکر سرانجام دینگے۔ **اور اسلام کے خلاف پیدا ہونے والے فتنوں کا مقابلہ کریں گے۔**"

پس فتنۂ عیسائیت کا اصل علاج اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہونے والا تھا اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ اس کے مقابلہ کے لئے ایک **جماعت** کو برپا کردے جو **تبلیغی اغراض** کے لئے کام کرے اور **اشاعتی تڑپ** سے بے چین ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسی روحانی جماعت پیدا کرنا علماء کرام کے بس کی بات نہیں یہ کام تو **آسمانی فرستادہ** ہی کر سکتا ہے۔

کوئی خوش ہو یا ناراض مگر ہم اس **حقیقت** کے اعلان سے رُک نہیں سکتے کہ عیسائیت کے اس **سیل رواں** کا علاج یہی ہے کہ مسلمان حقیقی مسلمان بنیں اور آسمانی آواز پر لبیک کہیں اور صحیح عقائد اختیار کر کے عیسائیت کا مقابلہ کریں۔ سچ یہ ہے کہ عیسائیت سے زیادہ کمزور مذہب کوئی نہیں۔ تین خداؤں کا عقیدہ کتنا بودا ہے؟ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے انسان کو خدا کا بیٹا قرار دینا تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمان علماء بعض غلط عقائد کی تلقین و تائید کر کے مسیحی مشنریوں کے شکنجہ میں آگئے ہیں۔ عام مولوی روایات کی روشنی میں سب نبیوں کی طرف کوئی نہ کوئی گناہ یا کمزوری منسوب کر دیتے ہیں۔ مگر حضرت مسیحؑ کو بالکل بے گناہ ٹھہراتے ہیں۔ سب نبیوں کو زمین پر وفات یافتہ مانتے ہیں مگر حضرت مسیحؑ کو آسمانوں پر زندہ قرار دیتے ہیں۔ اپنی **غلط** تفاسیر کی وجہ سے انہیں معجزات میں بھی سب نبیوں سے بے نظیر و بے مثال ٹھہراتے ہیں۔ ان سادہ باتوں کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ان میں

قوتِ مقاومت نہیں، مدافعت کا جذبہ نہیں۔ اسی بناء پر مسلمانوں میں تبلیغی تڑپ پیدا نہیں ہوتی اور عیسائی ان کے سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔

جناب چوہدری افضل حق صاحب احراری لیڈر نے جماعت احمدیہ کے جذبۂ تبلیغ اسلام کا کن شاندار الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں :-

"مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی
جماعت **تبلیغی اغراض** کے لئے پیدا
نہ ہو سکی۔ ہاں ایک **دل** مسلمانوں کی
غفلت سے **مضطرب** ہو کر اٹھا۔
ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے
اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے
بڑھا۔ اگرچہ **مرزا غلام احمد صاحب**
کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے
پاک نہ ہوا تاہم اپنی **جماعت** میں
وہ **اشاعتی تڑپ** پیدا کر گیا۔ جو
نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں
کے لئے **قابلِ تقلید** ہے بلکہ دنیا کی
تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے"
("فتنۂ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں" ص۴۲)

پس اصل علاج تو اس بیماری کا یہی ہے کہ مسلمانوں میں صحیح عقائد کی ترویج سے وہ رُوح پیدا ہو جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح انہیں اسلام کی تبلیغ کے لئے بے چین کر دے اور اس راہ میں ایثار و قربانی ان کا شیوہ بن جائے۔ باقی علاج محاضی اور وقتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو حق کی شناخت کی توفیق بخشے۔ آمین

؎ مرادِ ما نصیحت بود و گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

"تنظیم اہلحدیث" کے اعتراض کا مختصر جواب

فاضل مدیر ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" لاہور نے زیر عنوان "تثلیث پرستی اور مرزا غلام احمد قادیانی" پہلے اس خبر کا ذکر کیا ہے کہ جب سے پاکستان معرضِ وجود میں آیا ہے تین لاکھ فرزندانِ توحید تثلیث پرست ہو چکے ہیں اور پھر لکھا ہے کہ :-

"عیسائیت کی اس بڑھتی ہوئی وبا میں اس شخص کی
کیا پوزیشن ہوگی جس نے کہا تھا "میں عیسیٰ پرستی
کے ستون کو توڑنے اور تثلیث پرستوں کی اصلاح
کے لئے بھیجا گیا ہوں۔" (۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۱ء)

جواباً عرض ہے کہ اس وبا کے وقت اس برگزیدہ شخص کی پوزیشن بالکل اس دردمند طبیب کی سی ہے جس نے وبا کے ازالہ کیلئے کامیاب ترین نسخہ بیماروں کے سامنے پیش کیا جسے جنہوں نے استعمال کیا اور شفایاب ہوئے بلکہ یہاں اور وہاں دور دراز ممالک میں لاکھوں کی شفایابی کا ذریعہ بنے اور بن رہے ہیں لیکن اسکے سامنے ایک بڑے گروہ نے نسخہ استعمال کرنے کی بجائے مزید بد پرہیزی کرنا شروع کر دی اور ہلاک ہونے لگے۔ ایسے یقیناً افسوس ہے، رنج ہے، دُکھ ہے مگر دین میں جبر جائز نہیں۔

فاضل مدیر کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان تین لاکھ پاکستانی مسلمانوں کی عیسائیت کا گناہ تو ان علماء کی گردن پر ہے جو عیسیٰ پرستوں کی ہمنوائی میں قرآن مجید کے خلاف حضرت مسیح کو آسمانوں پر زندہ بتلاتے ہیں اور سرورِ کونین حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر فوت شدہ مانتے ہیں۔

افسوس کہ فاضل مدیر کو یہ نظر نہ آیا کہ گزشتہ ستر برس میں دنیا بھر بالخصوص عیسائی ممالک میں عیسیٰ پرستی کے خلاف کتنے سامان پیدا ہوئے ہیں اور ہر دن کتنے نئے تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ نے کامل انقلاب کے لئے تین صدیاں [illegible] (باقی [illegible])

علاّمہ اقبال یقیناً جماعتِ احمدیہ سے متاثر تھے!

علاّمہ اقبال اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا واضح اعتراف

فاضل مدیر "چٹان" کی غلط فہمی کا ازالہ

ہفت روزہ "چٹان" کے فاضل مدیر جناب شورش کاشمیری بعض دفعہ محض ریت پر بنیاد رکھ کر بلاوجہ شورش پیدا کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ تازہ اور واضح مثال آپ کا افتتاحیہ "علاّمہ اقبال کے نام پر جھوٹ" ہے۔ لکھتے ہیں کہ:-

"قادیانی جماعت کے مبلغوں کو اس امر کا قطعاً حق نہیں پہنچتا کہ وہ میدان خالی پا کر علامہ اقبال سے متعلق بین الاقوامی دنیا کو یہ تاثر دیں کہ اقبال ان سے متأثر تھے اور جب انہوں نے قادیانی جماعت کا جائزہ لیا تو خدانخواستہ احرار کے دام تزویر کا شکار ہو گئے تھے۔"

("چٹان" لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

یہ حق ہمیں پہنچتا ہے یا نہیں؟ اس کے فیصلہ کے لئے ہم آج قارئین کرام کے سامنے صرف دو دستاویزی شہادتیں پیش کرتے ہیں:-

اوّل:- خود علاّمہ اقبال کی شہادت ہے۔ آپ نے ۱۹۱۱ء میں علیگڑھ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:-

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(رسالہ "ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر" صفحہ ۱۸ تالیف جناب علامہ اقبال شائع کردہ اقبال اکیڈیمی لاہور)

دوم:- دوسری گواہی احرار کے مشہور لیڈر

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کی ہے۔ آپ کی تحریری شہادت کا متن یہ ہے کہ:-

"حضرت شاہ صاحب (مولانا انور شاہ صاحب کاشمیری) نے تاریخ خلافت کے زمانہ سے لے کر تحریکِ احرار کے زمانے تک میری اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سرپرستی فرمائی قادیانیوں کے بارے میں جماعتِ احرار کا نقطۂ نظر اسلام میں ختمِ نبوت کی بنیادی اہمیت سمجھانے کے لئے سر ڈاکٹر اقبال سے ملاقات کی۔ ڈاکٹر اقبال کو اپنا ختمِ نبوت کا رسالہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے فوراً بعد ہی ڈاکٹر اقبال نے کشمیر کمیٹی کی ممبری سے استعفاء دے دیا۔ جس کے صدر مرزا بشیر الدین محمود قادیانی تھے۔ اس طرح ڈاکٹر اقبال نے مرزائیت کے جنگل سے نجات پائی اور اسلام کے صحیح اعتقادات پر عقیدہ رکھنے کی ڈاکٹر صاحب کو توفیق حاصل ہوئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے قادیانیوں کے خلاف مضامین لکھے۔"

(کتاب رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مؤلفہ مولوی عزیز الرحمٰن جامعی ہلی صفحہ ۱)

"رئیس الاحرار" نامی کتاب ابھی حال ہی میں بھارت میں طبع ہوئی ہے۔ پاکستان میں اس کتاب کے جملہ حقوقِ اشاعت مولوی انیس الرحمٰن لدھیانوی لائلپور کے نام مخصوص ہیں۔

کیا ان شہادتوں کے بعد بھی کوئی انصاف پسند جناب شورش کاشمیری کو اپنے بیان میں حق پر قرار دے سکتا ہے؟ ع

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر!

ہم بانگ دہل کہنا چاہتے ہیں کہ کسی جماعت کا قلیل التعداد ہونا اسے حق گوئی سے نہیں روک سکتا۔ والحق احق ان یتبع۔

شذرات

۱۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہؓ سے مصالحت

شیعہ رسالہ "المنتظر" لاہور لکھتا ہے:۔

"جب آپ (حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ اپنی جمعیت بھی پراگندہ ہے اور موافقین وہ نہیں ہیں جو آڑے وقتوں میں سینہ سپر ہو سکیں تو آپ نے عوام کی درخواست کو قبول کرنے اور نہ کرنے پر غور کیا۔ آپ کے سامنے حق اور باطل تھا۔ آپ کو یہ ہرگز گوارا نہ تھا کہ وہ اقدام عمل ہو جس سے باطل کی تقویت ہو سکے یہاں تک کہ جب معاویہ نے پیغام بھیجا کہ آپ خود جن شرائط کو منضبط کر دیں انہیں شرائط کے تحت ہمارے اور آپ کے درمیان صلح ہو جائے گی۔ اب امام عالی مقام کو اس بے چارگی کے عالم میں موقع مل گیا اور آپ نے مخصوص شرائط پر صلح نامہ تیار کیا اور پھر خاموشی سے ظاہری خلافت سے کنارہ کشی اختیار فرمائی۔" (المنتظر ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۱)

۲۔ مدیر "پیام مشرق" کا مشغلہ

ایک فاضل دیوبند لکھتے ہیں:۔

"احقر نے سال سنہ ۱۹۶۰ء کے ماہ اکتوبر اور نومبر اور دسمبر کے شمارہ پیام مشرق کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اخلاق اور تہذیب اس دور کے تحریر نویسوں اور مضمون نگاروں سے دور رہے اور معلوم یوں ہوا کہ علمائے کرام پر اتہام لگانے کا مدیر پیام مشرق نے کھلم کھلا ٹھیکہ لے لیا ہے۔" (تعلیم القرآن راولپنڈی اپریل سنہ ۱۹۶۱ء)

۳۔ حضرت نوحؑ کی دعا اور اس پر عتاب

مدیر تعلیم القرآن لکھتے ہیں:۔

"قرآن کریم میں اس کی تصریح ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کی نجات کے لئے دعا مانگی تھی اور سوال کیا تھا۔ چنانچہ اس سوال پر باری تعالےٰ کی طرف سے عتاب ہوا۔ قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن مالیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاھلین۔" (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ستمبر سنہ ۶۱ء صفحہ ۳۶)

۴۔ علماء و مشائخ کے اجتماع اور "فتنے"

جناب ایڈیٹر صاحب "تعلیم القرآن" راولپنڈی جلسہ مری ۱۲-۱۳ اگست سنہ ۱۹۶۱ء کی روداد ذکر کرتے ہوئے پیر صاحب دیول شریف کی تقریر کا:

(باقی صفحہ [illegible] پر)

قصيدة عربيّة

(للأستاذ الفاضل عزيز الرحمٰن منگلا۔ (المبشر الاسلامی)

طَفِقَ الفُؤادُ يَزُوحُ عَنْ أَحْشَائِهِ ... وَيَرُومُ مَطلُوبًا بَعِيدَ لِقَائِهِ
كَيْفَ التَّلَاقِي وَالْخُيُوتُ مَوَانِعٌ ... وَأَنَا الْوَحِيدُ يَزُولُ فِي نُظَرَائِهِ
يَا لَوْمِي قَدْ مِتُّ قَبْلَ مِهَامِكُمْ ... تَرْمُونَ جَسَدًا فَارِغًا مِنْ مَائِهِ
مَا كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ حُبَّكَ قَاتِلِي ... بُلِيتُ بِدَاءٍ لَا رَجَاءَ شِفَائِهِ
أَتَانِي هَوَاهُ قَبْلَ أَنْ أَعْرِفَ الْهَوَى ... فَتَمَكَّنَتْ فِي الْقَلْبِ نَارُ سَوْدَائِهِ
يَقُولُونَ حِبُّكَ عَائِبٌ مِنْ حُسْنِهِ ... تَفَصَّ بِلَحْظِكَ عَالِجَنْ مِنْ دَائِهِ
قَالَ الْمُعَيِّبُ فِي يَدَيْهِ زِكَارَةٌ ... قُلْتُ لَهُ فَانْظُرْهُ تَحْتَ رِدَائِهِ
قَالَ الْمُكَذِّبُ خَاطِئٌ فِي حُبِّهِ ... قُلْتُ لَهُ لَمَّا تَطُفْ بِخِبَائِهِ
قَالَ الْمُكَفِّرُ ضَلَّ فِي تَذْكَارِهِ ... قُلْتُ لَهُ قَدْ زَلَّ فِي إِفْتَائِهِ
تِلْكَ الْمَحَبَّةُ يَا عَزِيزُ أَمَانَةٌ ... فَاحْمِلْ بِطَوْعِ النَّفْسِ حِمْلَ وَفَائِهِ
أُشْرِبْتُ وُدَّكَ يَا بَشِيرَ زَمَانِهِ ... طَلَعَتْ كَشَمْسٍ نَوَّرَتْ بِضِيَائِهِ
إِنِّي قَتِيلُ الْحُبِّ حُبِّ الْمِيرْزَا ... "وَأَسْخَطْتُ كُلَّ النَّاسِ فِي إِرْضَائِهِ
بِعِرْفَانِ أَحْمَدَ قَدْ عَرَفْتُ مُحَمَّدًا" ... كَمَا قَالَ نُورُ[1] الْقَوْمِ بَعْضُ ضِيَائِهِ
جَاءَ بِأَمْوَالٍ إِلَى الْقَوْمِ أَخْذُهَا ... وَفَجَّرَ أَنْهَارَ الْعُلُومِ بِمَائِهِ
وَاللهِ مَهْدِيٌّ أَتَى بِهُدَى آيَةٍ ... وَوَاللهِ عِيسَى عَادِلٌ بِقَضَائِهِ
إِلَى كَمْ تُفَتِّشُ فِي الْجِبَالِ سَوَادَهُ ... وَحَتَّامَ تَرْنُو فِي الْفَضَا وَسَمَائِهِ
أَنَّ ابْنَ مَرْيَمَ قَدْ تُوُفِّيَ خَالِدًا ... كَمَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ أَنْبَائِهِ
وَمُضِيُّهُ فِي الْأَنْبِيَاءِ مُحَقَّقٌ ... وَافَاهُ سَيِّدُ[2] النَّاسِ فِي إِسْرَائِهِ
لَمَّا أَتَى الْكُفَّارُ عِنْدَ رَسُولِنَا ... يَقُولُونَ تَرْقَى فِي السَّمَا وَعَلَائِهِ
مَاذَا؟ أَجَابَ الْمُصْطَفَى عَنْ سُؤْلِهِ ... بَشَرٌ رَسُولٌ لَسْتُ أَهْلَ وَفَائِهِ
أَتَظُنُّ أَنَّ الْمُصْطَفَى هُوَ مَيِّتٌ ... وَجُثْمَانُ عِيسَى ثَابِتٌ بِسَمَائِهِ
عَارٌ عَلَيْكَ بِقِسْمَةٍ مَبْغُوضَةٍ ... مَاتَ الْمَسِيحُ وَأَنْتَ فِي إِحْيَائِهِ
قَدْ جَاءَ عِيسَى نَازِلًا مِنْ رَبِّنَا ... وَوَاللهِ قَدْ أُحْيِيتُ مِنْ إِحْيَائِهِ
يَا رَبَّ أَحْمَدَ يَا إِلٰهَ مُحَمَّدٍ ... إِرْحَمْ عَزِيزًا يَا سَمِيعَ دُعَائِهِ

---

[1] پہلا مصرعہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی کا ہے۔ [2] سَیّد کو سَیِد پڑھا جاتا ہے ؛

زندگی!

(جناب مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم)

پختہ تر ہے درد پنہاں سے بنائے زندگی
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو ہے منتہائے زندگی

کربلا کے خونِ ناحق سے ہوا یہ آشکار
موت بھی ہوتی ہے دنیا میں بجائے زندگی

کس کا ماتم کس کا نوحہ اے حقیقت ناشناس
زندگی ہی زندگی ہے ماورائے زندگی

خیر و شر کے سب مراحل ہیں اسی میں مستتر
گاہ خندہ گاہ گریہ ہے جزائے زندگی

مقتلِ عشق و وفا ہے چشمۂ آبِ بقا
ابتلائے زندگی ہے اصطفائے زندگی

جذبۂ صبر و تحمل چاہیئے اے بے خبر!
مشکلوں کے ساتھ ہے مشکلکشائے زندگی

یہ سما یہ مہر و ماہ و کہکشاں کیا چیز ہیں
عرش تک پہنچا ہے مصلح مصطفائے زندگی

باب الاستفسارات

چند اہم سوالات اور ان کے جوابات

(۱) سوال۔ "اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے **مقامِ نبوت** پر ایک شخص فائز ہوتا ہے پھر وہ دعویٰ کرتا ہے کہ باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر **ایمان** کے ہوتے ہوئے کوئی نجات نہیں پا سکتا جب تک کہ **متبع نبی** پر ایمان نہ لا دے۔ کیا یہ ختم نبوت کے نقیض نہیں؟" (عبدالرحیم نیازی)

الجواب۔ سوال سے یہ مغالطہ پیدا ہوتا ہے کہ گویا اصل موجب نجات امتی نبی کی پیروی ہے نہ کہ حضرت **خاتم النبیین** کی پیروی۔ اس قسم کے مغالطہ کی واضح صورت اس وقت بھی ظاہر ہوا کرتی ہے جب بعض آریہ وغیرہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر **ایمان** لاتے ہیں اور اس کی **توحید** کا اقرار کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کے نزدیک جب تک ہم رسول کریمؐ کی **رسالت** پر ایمان نہ لائیں ہماری نجات نہیں ہو سکتی۔ تو کیا یہ ماننا چاہیئے کہ مسلمانوں کے نزدیک رسول کا درجہ خدا سے بھی بڑا ہے؟ پھر یہ بھی سوال ہے کہ مسلمانوں کے اس طریق سے کیا یہ ثابت نہ ہوگا کہ رسالت ہستی باری تعالیٰ اور توحید کا نقیض ہے؟

آریوں کے اس سوال میں یہی مغالطہ ہے کہ وہ نبوت و رسالت پر ایمان کو توحید باری تعالیٰ کے ایمان کے **مقابلہ** میں رکھ دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر حقیقی ایمان خود نبوت و رسالت پر ایمان کا مقتضی ہے۔ گویا نبیوں پر ایمان بالخصوص حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا توحید پر ایمان لانے کے تقاضا کو پورا کرتا ہے۔ اس ایمان بالرسالت کے بغیر دعویٰ ایمان بالتوحید ناقص ہے۔

اسی طرح محترم سائل کے مندرجہ بالا سوال میں متبع نبی پر ایمان لانے کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے **مقابلہ** پر رکھنے سے مغالطہ پیدا ہوتا ہے حالانکہ متبع نبی پر ایمان لانا درحقیقت حضرت خاتم النبیینؐ پر ایمان لانے کا ہی **تقاضا** ہے۔ اور اس ایمان کے بغیر اصل پر ایمان کا دعویٰ بھی لفظی دعویٰ بن کر رہ جاتا ہے۔

دنیوی نظام میں اس بات کو یوں واضح کیا جا سکتا ہے کہ ایک شخص دعویٰ کرے کہ میں بادشاہ کا مطیع و فرمانبردار ہوں لیکن بادشاہ کے مقرر کردہ نائبین اور متبعین میں سے کسی کا مقابلہ شروع کر دے اور بغاوت اختیار کر لے۔ جب اسے سزا ملنے لگے تو کہے کہ میں بادشاہ کا تو فرمانبردار ہوں اور یہ متبع اور نائب تو خود بادشاہ کے ماتحت ہے اس کی نافرمانی سے مجھے کیوں سزا دی جاتی ہے؟ کیا یہ بادشاہ سے بھی بڑا ہے کہ مجھے باوجود بادشاہ کا مطیع ہونے کے محض اس نائب کی مخالفت سے سزا دی جا رہی ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسے مخالفِ نائب کا استدلال سراسر باطل

ہوگا اور اسے قطعاً درخورِ اعتناء نہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اگر وہ سچ مچ بادشاہ کا مطیع ہوتا تو اس کے نائب کی بات بھی مانتا۔ ایسی صورت میں صرف یہ بات تحقیق طلب ہوتی ہے کہ آیا فی الواقع وہ شخص بادشاہ کا نائب ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو پھر اس کی اطاعت کرنا اور اس کی بات ماننا لازمی ہو جاتا ہے اور اس کی نافرمانی اور بغاوت خود بادشاہ کی نافرمانی اور بغاوت قرار پاتی ہے۔

اسی طرح متبع نبی کا صادق و راستباز ہونا تو زیرِ بحث آ سکتا ہے لیکن جب اس کا واقعی متبع نبی ہونا **ثابت** ہو جائے اور اس کا منجانب اللہ ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو پھر اس کی اطاعت کرنا اور اس پر ایمان لانا یقیناً لازم ہو جائے گا۔ اس کی نافرمانی و حکم عدولی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں **قابلِ مواخذہ** ہوگا۔ ایسا شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں خاتم نبوت پر تو ایمان لاتا ہوں کیا ہوا اس متبع نبی کا نافرمان ہوں یہ کوئی خاتم النبیین سے بڑا ہے؟ ایسا کہنا بے محل اور غلط ہوگا۔ اسے کہا جائے گا کہ اگر تم فی الواقع اصل پر صحیح ایمان لاتے تو اس کے متبع امتی نبی پر بھی اس کے ظہور کے وقت ایمان لاتے۔

قرآن مجید کی بیان کردہ مثال میں یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شریعت تورات دے کر **شارع نبی** بنایا۔ پھر تورات کے متعلق فرمایا۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا (المائدہ : ۴۴) کہ اس تورات کے بعد آنے والے **متبع نبی** تورات کے مطابق ہی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ کیا سائل محترم کے نزدیک یہود کہہ سکتے تھے کہ ہم حضرت موسیٰ صاحبِ شریعت رسول پر ایمان لاتے ہیں ان **متبع نبیوں** پر جو خود تورات کے مطابق فیصلہ کرنے کے پابند ہیں ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا اس ایمان کو ضروری قرار دینے اور نجات کے لئے لازمی ٹھہرانے سے یہ لازم نہ آئے گا کہ یہ موسیٰ کے نقیض ہیں؟ یقیناً یہود کا ایسا کہنا غلط تھا۔ وہ اسی انکار کے باعث، حضرت موسیٰ پر دعویٰ ایمان کے باوجود، خدا کے غضب کا نشانہ بنے۔ حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا لازمی نتیجہ انبیاء پر ایمان لانا ہے۔ نبیوں پر ایمان کے بغیر اللہ تعالیٰ پر ایمان کا دعویٰ **ایک لفظی چیز** ہے۔ اسی طرح **صاحبِ شریعت** نبی پر ایمان لانے کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس کے متبع نبیوں پر بھی ایمان لایا جائے۔ وقت پر ظاہر ہونے والے متبع نبی کی تکذیب کر کے صاحبِ شریعت نبی پر ایمان کا دعویٰ بھی **ایک لفظی چیز** ہے۔ جس کا اثر لفظوں تک رہے گا حقیقت پر اثر انداز نہ ہوگا۔ بلکہ ایسا شخص اگر اس پر اتمام حجت ہو چکی ہے خدا کے نزدیک ضرور قابلِ مواخذہ ہوگا۔

ہمارے جواب سے واضح ہے کہ متبع نبی پر ایمان لانا اصل اور متبوع نبی کے ایمان میں شامل ہوتا ہے بلکہ متبع نبی کے ظہور کے وقت متبوع نبی پر ایمان کے دعویٰ کا معیار یہ قرار پاتا ہے کہ دعویٰ کرنے والا متبع نبی پر بھی ایمان لایا ہے یا نہیں۔ پس نہ یہ درست ہے کہ متبع نبی پر ایمان کو لازمی قرار دینے سے اصل اور متبوع نبی پر ایمان بیکار ہو جاتا

ہے اور وہ نجات کے لئے کافی نہیں رہتا۔ اور نہ ہی یہ صحیح ہے کہ اگر اصل اور متبوع نبی پر ایمان کا دعویٰ ہے تو متبع نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔ دونوں ایمان ضروری ہیں اور ایک دوسرے کیلئے دلیل اور ثبوت ہیں۔ ان کو ایک دوسرے کے مقابلہ پر رکھنا درست نہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:۔

"میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

مزید وضاحت کے لئے عرض ہے کہ یہ سوال آئندہ کے متبع نبی کے بارے میں ہی کیوں پیدا ہوتا ہے۔ کیا اگر آج کوئی شخص مسلمان کہلا کر اور ختم نبوت کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہوئے پہلے نبیوں میں سے کسی ایک نبی مثلاً حضرت یحییٰؑ۔ حضرت زکریاؑ۔ حضرت شیثؑ۔ حضرت یونسؑ۔ حضرت لوطؑ۔ حضرت ہود علیہم السلام میں سے کسی ایک کا انکار کر دے تو کیا اسلامی عقیدہ کے رُو سے وہ نجات پانے کا حقدار ہے؟ اگر نہیں تو کیا یہ تصور درست قرار دیا جا سکتا ہے کہ ان نبیوں میں سے ہر ایک کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے اعلیٰ وارفع ہے؟ ایسا تصور ہرگز درست نہیں۔ درحقیقت اس جگہ بھی وہی غلط فہمی ہے جس کا اظہار سائل کے سوال میں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ آئندہ کے متبع نبی کو مدنظر رکھ کر سوال کر رہے ہیں اور اس جگہ گزشتہ نبیوں میں سے کسی کی نبوت کے بارے میں استفسار کر کیا گیا ہے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۂ انبیاء (قطع نظر اس کے کہ وہ انبیاء نئی شریعت لانے والے ہوں یا متبع نبی ہوں) ایک مسلسل لڑی ہے۔ ان میں سے ایک نبی کا انکار بھی قابلِ مؤاخذہ قرار پاتا ہے۔ سائل محترم سورۃ الشعراء کی آیاتِ ذیل پر غور فرما دیں:۔

(۱) کذبت قوم نوح المرسلین ۝ اذ قال لھم اخوھم نوح الا تتقون ۝ (۱۰۶-۱۰۵) حضرت نوحؑ کی قوم نے سب نبیوں کی تکذیب کی۔ جب ان سے ان کے بھائی نوح نے کہا کہ کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔

(۲) کذبت عاد المرسلین ۝ اذ

قال لهم اخوهم هودٌ اَلا
تتّقون ٥ (۱۲۳-۱۲۴)۔

عاد قوم نے سب رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی حضرت ہودؑ نے ان سے کہا تھا کہ تم متقی کیوں نہیں بنتے۔

(۳) كذبت ثمود المرسلينْ
اذ قال لهم اخوهم صالح
اَلا تتّقون ٥ (۱۴۱-۱۴۲)

قوم ثمود سب رسولوں کی تکذیب کرنے والی قرار پا گئی جب ان سے حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

(۴) كذبت قوم لوطٍ المرسلينْ
اذ قال لهم اخوهم لوطٌ اَلا
تتّقون ٥ (۱۶۰-۱۶۱)

حضرت لوطؑ کی قوم نے سب نبیوں کی تکذیب کر دی جب حضرت لوطؑ نے ان سے کہا کہ تم تقویٰ کی زندگی بسر کرو۔

(۵) كذب اصحاب الايكة
المرسلين ٥ اذ قال لهم
شعيب اَلا تتّقونْ (۱۷۶-۱۷۷)

حضرت شعیبؑ کی قوم جنگل والے سب نبیوں کے مکذّب قرار پائے جب حضرت شعیبؑ نے کہا تھا کہ تم متقی بنو (مگر انہوں نے انکار کر دیا)

اِن آیاتِ قرآنیہ میں حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت شعیب علیہم السلام کی قوموں کو ان نبیوں میں سے ایک ایک کی تکذیب کرنے پر جملہ نبیوں کا مکذب ٹھہرایا گیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ درحقیقت سب نبی پیغام توحید لانے کے لحاظ سے مشترک ہیں۔ ایک کی تکذیب سے سب کی تکذیب لازم آتی ہے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے:۔

"بتكذيبهم له لاشتراكهم
فی المجئ بالتوحيد"۔ (تفسیر جلالین)

کہ چونکہ حضرت نوحؑ توحید لانے میں سب نبیوں کے ساتھی ہیں اسلئے ان کے جھٹلانے سے سب نبیوں کا جھٹلانا لازم آتا ہے۔ یہی حکم باقی سب نبیوں کی تکذیب کا ہے۔

پس خلاصہ جواب یہ ہے کہ متبع نبی پر ایمان کو ضروری قرار دینے سے اصل پر ایمان کی ضرورت اور قدر و قیمت میں کچھ کمی نہیں ہوتی بلکہ اس کی اہمیت اور بھی بڑھتی ہے۔ کیونکہ جب متبع نبی پر ایمان ضروری ہوگا تو متبوع کی ارفع شان تو اور بھی بلند و بالا ہوگی۔ سچ فرمایا ہے ؎

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمانؑ ہے

(۲) سوال :۔ "سلام مسنون۔ آپ کے سوالات و جوابات کے تحت اپریل کے شمارہ میں ایک سوال و جواب وراثتِ انبیاء کے بارے میں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی کی اولاد کو ورثہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ مگر حدیث شریف بروایت حضرت ابوبکر صدیقؓ صاف ظاہر کرتی ہے کہ نبی کی اولاد کو وراثت میں کوئی حق نہیں۔ وہ حدیث شریف حسب ذیل ہے :۔ "نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ"۔ صاف ظاہر ہے کہ نبی نہ ورثہ چھوڑ سکتا

ہے نہ لے سکتا ہے۔ اس کے بعد جو بچا وہ صدقہ ہے۔ اُمّت کا حق ہے۔ جب ہی تو فدک میں ورثہ نہیں دیا گیا۔ حالانکہ فدک تو بیت المال یا وقف املاک سے نہ تھا بلکہ حضور سرورِ کائنات کی ذاتی ملکیت تھی۔ مگر بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیہ شریفہ "وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ" کے حکم کے مطابق فدک حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو آنحضرت صلعم نے مرحمت فرما دیا تھا۔ ذرا اس پر روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں۔"

(اشتیاق احمد از ڈھاکہ)

الجواب: میں نے جو لکھا تھا کہ نبی کی اولاد کو ورثہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قانونِ وراثت میں کوئی استثناء نہیں فرمایا۔ کلامِ الٰہی اس پر شاہد ہے۔ نیز نبی کی اولاد ہونا کوئی جرم نہیں ہے کہ اس کی بناء پر انہیں محرومُ الارث ٹھہرایا جائے۔

حدیث نحن معاشر الانبیاء کو خود صحیح البخاری میں اسی حدیث کے آخری حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص قرار دیا گیا ہے الفاظ **یرید بھا نفسہ** اس بارے میں صاف ہیں۔ اس بیان کی وجہ ظاہر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی جائداد کوئی موجود نہ تھی۔ آپ کے پاس سارے وہ اموال تھے جو بحیثیت نبی بطور نگران آپ کی سپردگی میں تھے۔ ظاہر ہے کہ عہدۂ نبوت کے باعث آپ جن اموال کے نگران تھے وہ آپ کی صلبی اولاد میں بطور وراثت منتقل نہ ہو سکتے تھے۔ وہ اموال تو قومی جائداد کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی آئندہ نگرانی اور تقسیم کا کام آپ کے خلفاء کے سپرد ہی ہو سکتا تھا جو آپ کی سنّت کے موافق ان اموال کی نگرانی اور تقسیم کرتے رہتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اُمّت نے اپنے اجماع اور عمل سے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔

ہمارے نزدیک تقسیم وراثت انبیاء کے متعلق شیعہ اور اہلسنّت حضرات کا موقف قابلِ نظرثانی ہے۔ ایک گروہ افراط کی طرف چلا گیا ہے اور دوسرا تفریط کی طرف۔ **طریق وسطی** یہ ہے کہ نبی کی ذاتی جائیداد میں اس کے صلبی ورثاء اسی طرح حصہ دار ہیں جس طرح دیگر مومنوں کی اولاد ان کے ذاتی اموال کی وارث ہوتی ہے لیکن نبی جس قومی جائداد کا نگران ہوتا ہے اس میں ورثہ جاری نہیں ہو سکتا وہ خلفاء کی نگرانی میں رہے گی۔ یہی **موقف** ہے جس سے آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ میں تطبیق ہو جا سکتی ہے۔

سائل کے سوال کے آخری حصہ میں کچھ تضاد ہے اگر فدک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ملکیت تھی اور حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو فدک دے دیا گیا تھا تو تیرہ سو سال سے یہ تنازعہ کیوں چلا آ رہا ہے اور شیعوں اور سُنّیوں میں اس موضوع پر بحث کا سلسلہ کیوں جاری ہے؟ قرآن مجید کی سورۃ الحشر آیت ۶-۷ سے ظاہر ہے کہ باغ فدک ان جائدادوں میں سے ہے جو قومی ملکیت میں ہیں اور ان میں اُمّت کے جملہ مستحقین کا حق ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ملکیت نہ تھی اسلئے اگر کسی روایت میں اس کے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو دینے کا ذکر ہے تو وہ روایت درست نہیں کیونکہ قرآنی نص کے خلاف ہے ؞

شذرات (بقیہ ص۸)

بایں الفاظ ذکر کرتے ہیں :-

"آپ نے فرمایا کہ تقریباً دو صدیوں سے اسلام میں مختلف فتنوں نے جنم لیا ہے اور وہ مسلمانوں کے ہاتھوں پروان چڑھ رہے ہیں جن میں سے چار فتنوں نے موجودہ دور میں انتہائی خطرناک صورت اختیار کر لی ہے جن کے قلع قمع کے لئے ہمیں اپنے فروعی اختلافات سے بالاتر اور متحد ہو کر میدانِ عمل میں آنا چاہیئے۔ وہ فتنے یہ ہیں (۱) ختمِ نبوّت کے انکار کا فتنہ (۲) انکارِ حدیث کا فتنہ۔ (۳) عیسائیت (۴) الحاد و بے دینی و مادہ پرستی۔ محترم پیر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ آج ملّت کے نوجوانوں کی دین سے برگشتگی کی وجہ علماءِ دین کا باہمی اختلاف و نزاع ہے اسلئے اسے ختم کر کے ایک اسٹیج پر متحد ہونے کی ضرورت ہے۔" (ستمبر ۱۹۶۱ء ص۳)

ہم پیر صاحب موصوف کی "جمعیت متحدہ اسلامیہ" پر خود کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتے البتہ اتنا عرض ہے کہ آخری سطور میں انہوں نے علماء کے متعلق جو بات فرمائی ہے اسکی تائید اس حدیث نبوی سے بھی ہوتی ہے جہاں آیا ہے و من عندھم تخرج الفتنہ و فیھم تعود کہ آخری زمانہ کے علماء فتنوں کے سرچشمہ ہونگے۔ ہاں اس جمعیت کے متعلق جناب مدیر صاحب "چٹان" لاہور کے الفاظِ ذیل نقل کرنا ضروری ہے۔ لکھتے ہیں :-

"یہ بیل منڈھے چڑھنے کی نہیں۔ جن لوگوں کو آپ نے اتحاد بین المسلمین کے نام پر جمع کیا ہے ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو خود افتراق بین المسلمین کے مبلغ و داعی ہیں۔ کیا علامہ (صدیقی) صاحب محترم اور پیر صاحب مدظلہ کے علم میں ہے کہ ایک عرصہ سے ان علماء کی جماعت کے سربرآوردہ خطیب، مجتہد، ذاکر اور واعظ کچھ لغو قسم کے مسائل زیرِ بحث لا کر تکفیر کا بازار گرم کر رہے ہیں۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ بعض شعلی القلب بریلویوں نے دیوبندیوں کی نماز جنازہ تک پڑھنا کفر قرار دے رکھا ہے۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ مسجد دھو کر دیوبندی علماء کو نکالا جا رہا ہے؟" (چٹان ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

ہماری رائے میں تو اتحاد بین المسلمین کی صرف یہ راہ ہے کہ علماء میں رواداری کی روح پیدا کی جائے اور ہر وہ شخص جو اپنے آپکو مسلمان کہے اسے مسلمان قرار دیا جائے اور فرقوں کے داخلی اختلافات میں دخل نہ دیا جائے۔ کیا علماء صاحبان اس کے لئے تیار ہوں گے؟

۵۔ مسلمان ممالک کی حالت اور اسلام

لکھا ہے کہ :-

"آج کتاب و سنّت کا علم ناپید اور جہالت عام اور غالب ہے۔ لوگ ہوا و ہوس کے غلام ہیں۔ حق کے اعوان و انصار اور اس کے داعی انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ حالات اس حد تک ابتر ہو گئے ہیں کہ اکثر ملکوں میں اسلام پر قائم رہنا ہاتھ میں انگارہ لینے کے برابر ہے۔"

(الاعتصام لاہور ۱۵ ستمبر ۱۹۶۱ء)

الفرقان :- کیا یہ آخری زمانہ کی علامت نہیں ہے؟

پاک و ہند کے قدیم پیغمبر

(۲)

(از جناب مولوی محمد اسد اللہ صاحب قریشی کاشمیری)

حضرت کرشن علیہ السلام

پاک و ہند کے قدیم پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر کرنے کے بعد اب ہم پاک و ہند کے بقیہ انبیاء کا ذکر کرتے ہیں۔

پاک و ہند کے قدیم پیغمبروں میں سے ایک اور قدیم پیغمبر حضرت کرشن علیہ السلام ہیں جنہیں کنہیا بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے پیغمبر ہونے کا ذکر احادیث نبویہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ دیلمی کی کتاب تاریخ ہمدان میں ہے:۔

كان فى الهند نبيٌّ اسود اللّون اسمه كاهنا۔

(تاریخ ہمدان باب الکاف)

کہ ہندوستان (جو آجکل پاک و ہند میں منقسم ہے) میں ایک نبی سانولے رنگ کا تھا جس کا نام کاہن (کنہیا کا معرب) تھا۔

تاریخ ہمدان علامہ دیلمی (متوفی ۵۰۹ھ) کی کتاب ہے اور کتب خانہ آصفیہ نظام حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔ ہمارے ایک ریسرچ سکالر جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم مرحوم نے وہاں سے یہ حوالہ نقل کرکے روزنامہ الفضل میں بھی شائع کرایا تھا۔

اس حدیث کے ہم معنی حدیثیں عربی تفاسیر میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ تفسیر کشاف از علامہ جار اللہ زمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ) میں حضرت علیؓ سے روایت ہے:۔

عن علی رضی اللّٰہ عنه ان اللّٰہ تعالیٰ بعث نبیًّا اسود فهو ممن لم یقصص علیه۔

(تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ مطبوعہ مصر)

یعنی حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کالے یا سانولے رنگ کے نبی کو مبعوث فرمایا تھا وہ اُن پیغمبروں میں سے ہے جن کا ذکر قرآن میں نام کے ساتھ نہیں آیا۔

اسی طرح تفسیر مدارک میں زیر آیت ومنهم من لم نقصص علیك (المؤمن) لکھا ہے:۔

عن علی رضی اللّٰہ عنه ان اللّٰہ تعالیٰ بعث نبیًّا اسود فهو ممن لم تکن قصته فی القرآن۔

(تفسیر نسفی مدارک التنزیل ج ۲ صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کالے رنگ کے نبی کو مبعوث فرمایا تھا وہ اُن نبیوں میں سے ہے جن کا ذکر قرآن میں نام لے کر نہیں آیا۔

کرشن اور رامچندر

مرزا مظہر جانجاناں ایک مسلّم بزرگ گزرے ہیں۔ اُن کے نزدیک بھی کرشن اور رامچندر نبی یا ولی تھے چنانچہ مقاماتِ مظہری میں جو فارسی زبان میں آپ کے حالات پر مشتمل ہے لکھا ہے :-

"روزے شخصے در حضور ایشاں گفت، در خوابے دیدہ ام کہ صحرائے است پُر از آتش و کشن دراں آتش است و رامچندر در کنارہ آں آتش۔ شخصے در تعبیرِ آں خواب گفت کہ کشن و رامچندر کبرائے کفار اند در آتشِ دوزخ معذّب اند فقیر گفتم ایں خواب را تعبیرے دیگر است بر شخصے معیّن از گذشتگان بے آنکہ کفر او از شرع ثابت شود حکم بکفر جائز نیست از احوالِ ایں ہر دو کتاب و سنّت ساکت است و بمقتضائے آیۂ شریفہ و ان من امّۃٍ اِلّا خلا فیہا نذیر ظاہر است کہ در ایں جماعت نیز بشیرے و نذیرے گزشتہ باشد۔ دریں صورت محتمل است کہ اینہا ولی یا نبی باشند رامچندر کہ در ابتدائے خلقت جن پیدا شدہ دراں وقت عمرہا دراز و قوتہا بسیار بود اہلِ زمانہ را نسبت سلوکی تربیت میکردو کشن آخرین بزرگانِ اینہا است دراں وقت نسبت بسابق عمرہا کوتاہ و قوتہا ضعیف گردید پس اہلِ زمانہ خود را نسبت جذبی ہدایت مے کرد۔ کثرتِ غنا و سماع کہ از وے منقول است دلیل است بر ذوق و شوق نسبت جذبہ پس ثمار تہائے نسبت عشق و محبّت بصورت صحرائے آتش نمود از شد کشن کہ مستغرق کیفیت ہائے محبّت بود درون آتش ظاہر گردیدہ و رامچندر کہ راہِ سلوک داشت در کنارہ آں پدید ارشد واللّٰہ اعلم۔"

(مقاماتِ مظہری ص۲۳)

ترجمہ :- ایک دن ایک شخص نے آپ کے حضور کہا کہ مَیں نے خواب میں ایک صحرا دیکھا جو آگ سے پُر ہے اور کشن (کرشن) اس آگ میں ہے اور رامچندر اس آگ کے کنارہ پر ہے۔ ایک شخص نے اس کی تعبیر میں کہا کہ کشن و رامچندر کفار کے بڑوں میں سے ہیں دوزخ کی آگ میں انہیں عذاب ہو رہا ہے۔ فقیر نے کہا اس خواب کی اور تعبیر ہے کسی معیّن شخص پر جو گذر گئے ہیں بغیر اس کے کہ اس کا کفر شرع سے ثابت ہو حکم کفر جائز نہیں۔ ان دونوں (کشن و رامچندر) کے حالات سے کتاب و سنّت خاموش ہے۔ آیت وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ سے ظاہر ہے کہ اس جماعت میں بھی کوئی بشیر اور نذیر گذرا ہو اس صورت میں احتمال ہے کہ یہ ولی یا پیغمبر ہوں رامچندر جنوں کی پیدائش کے آغاز میں پیدا ہوئے۔ اس وقت عمریں لمبی اور قوت بسیار ہوتی تھی۔ انہیں سلوک کی تربیت کرتے رہے اور ان میں سے آخری

بزرگوں میں کرشن ہیں اس وقت سابق زمانوں کی بہ نسبت عمریں چھوٹی اور طاقتیں کمزور تھیں اسلئے نسبت جذب کی طرف رہنمائی کی۔ غنا و سماع جو اُن سے منقول ہے وہ نسبت جذبہ کے شوق و ذوق پر دلیل ہے پس نسبتِ عشق و محبت آگ کے صحرا کی شکل میں نمودار ہوا کرشن جو محبت کی کیفیات میں مستغرق رہا کرتے تھے اس آگ میں ظاہر ہوئے اور رامچندر جو کہ سلوک کا راستہ رکھتے تھے اس آگ کے کنارہ پر ظاہر ہوئے"

مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دارالعلوم دیوبند "مباحثہ شاہجہانپور" میں ہندوستان میں نبیوں کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"سو کیا عجب ہے کہ انبیاءِ ہندوستان بھی انہی نبیوں میں سے ہوں جن کا ذکر آپ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) سے نہیں کیا گیا ..... کیا عجب ہے کہ سری کرشن اور سری رامچندر کی طرف بھی یہ دعویٰ (دعویٰ الوہیت) بدروغ منسوب کیا ہو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف (دعویٰ الوہیت منسوب کر دیا گیا۔ ناقل)"

(مباحثہ شاہجہانپور صفحہ ۳۱ مطبوعہ ۱۲۹۵ھ)

پاک و ہند کے دیگر علاقوں کے انبیاء

سری کرشن اور رامچندر جی علیہما السلام کے علاوہ بھی ہندوستان و پاکستان کی سرزمین میں مختلف علاقوں میں سابق زمانوں میں پیغمبر ہوتے رہے ہیں اور مجددینِ اُمتِ محمدیہ نے بذریعہ کشف بہت سے سابق انبیاء کے انوار ہندوستان میں مشاہدہ کئے ہیں اور بعض ایسے علاقوں کی نشاندہی بھی کی ہے جن میں یہ پیغمبر مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں فرماتے ہیں:۔

"در اُمم سابقہ کہ ملاحظہ میکند کم بقعہ مے یابد کہ در آنجا بعثتِ پیغمبرے نشدہ باشد حتیٰ کہ در زمین ہند کہ دور از یں معاملہ مے نماید نیز مے یابد کہ از اہلِ ہند پیغمبراں مبعوث شدہ اند و دعوت بصانع جل شانہٗ فرمودہ اند و در بعضے از بلادِ ہند محسوس گردد کہ انوارِ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات در ظلماتِ شرک در رنگِ مشعلہا افروختہ اند اگر خواہد تحقیق آں بلادِ ہند نماید وے بیند کہ پیغمبرا است کہ ہیچ کس او را نگرویدہ است و دعوتِ او را قبول نکردہ و پیغمبرے است دیگر کہ یک کس بوے ایمان آوردہ است و دیگرے است کہ دو کس بوے گرویدہ اند و بعضے را سہ کس ایمان آوردہ اند زیادہ از سہ کس در نظر نیامد کہ در ہند بہ پیغمبرے ایمان آوردہ باشد تا چہار کس اُمتِ یک پیغمبر بودند و آنچہ کفرۂ ہند از وجودِ واجب تعالیٰ و از صفاتِ او سبحانہ و از تنزیہات و تقدیسات او تعالیٰ نوشتہ اند ہم مقتبس از انوارِ مشکوٰۃِ نبوت است"

(مکتوباتِ امام ربانی فارسی دفتر اوّل حصہ چہارم صفحہ [illegible])

ترجمہ:- جو بھی سابق امّتوں پر نظر کرے گا بہت کم علاقے ایسے پائے گا کہ جہاں کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔ یہاں تک کہ ہندوستان (پاک وہند) کی سرزمین بھی جو بعثتِ انبیاء سے دُور دکھائی دیتی ہے دیکھ لے گا کہ ہندوستان کے لوگوں کے اندر بھی پیغمبر مبعوث ہوتے رہے ہیں اور خدائے واحد جس کی شان بڑی ہے کی طرف دعوت فرماتے رہے ہیں۔ ہندوستان کے بعض علاقوں میں محسوس ہو جاتا ہے کہ انبیاء کے انوار (ان پر درُود و سلام ہو) شرک کے اندھیروں میں مشعل کے رنگ میں شعلہ مار رہے ہیں۔ اگر چاہوں تو ہندوستان کے ان علاقوں کی نشاندہی کروں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی پیغمبر ہے کہ کوئی ایک بھی اس کے پیچھے نہ چلا اور اس کی دعوت کو قبول نہ کیا اور بعض دوسرے پیغمبر ہیں کہ ایک ہی آدمی ان پر ایمان لایا اور بعض ایسے ہیں کہ دو آدمی اُن پر ایمان لائے اور بعض پر تین آدمی۔ تین سے زیادہ نظر نہیں آتے کہ جو کسی پیغمبر پر ایمان لائے ہوں تا چار آدمیوں پر مشتمل امت کسی پیغمبر کی ہو۔ اور ہندوستان کے کفار جو اللہ تعالےٰ کے وجود اور اس کی صفات اور تنزیہات و تقدیسات کی بابت لکھتے ہیں یہ بھی دراصل ان نبیوں کی قندیلوں کے انوار سے حاصل کردہ ہے۔"

کشف میں انبیاءِ ہند کی قبریں

اسی طرح مجدد الف ثانیؒ اور دیگر بزرگوں نے ہندوستان کے انبیاء کی قبریں کشف میں مشاہدہ کی ہیں۔ صاحب "حدیقہ محمودیہ" اپنی کتاب میں مجدد الف ثانیؒ کے حالات میں لکھتے ہیں :-

"ایک دفعہ باہر سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ باہر کے میدان میں (سرہند کے متاصل) جنوب مشرقی گوشہ میں ایک بلند ٹیلہ ہے آپ اس پر چڑھے وہیں ظہر کی نماز پڑھی اور بہت لمبا مراقبہ فرمایا۔ بعد مراقبہ ساتھیوں سے خطاب فرمایا کہ نظر کشفی میں اس جگہ انبیاء کی قبریں دکھائی دیتی ہیں۔ بلکہ ان اکابر نے ہم سے ملاقات کی اور کہا ہے کہ ہم اس جگہ آرام میں ہیں۔ چنانچہ اپنے دوسو چھ مکتوب اسمی خازن الرحمۃ واقعہ جلد اوّل مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ جو نبی ہند میں مبعوث ہوئے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ اُن کے نور اُن کی قبروں میں سے نکل کر آسمان تک مشعل کیسے پہنچے ہوئے ہیں۔" (حدیقہ محمودیہ ص۱۰۱)

کتاب "حدیقہ محمودیہ" "روضہ قیومیہ" فارسی کا اُردو ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ جناب ولی اللہ صدیقی صاحب نے کیا ہے۔ وہ محمد اللہ خلف مجدد الف ثانی قیوم ثالث کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"مؤلف کتاب ہذا (ولی اللہ صدیقی) کے دادا بزرگوار فرماتے تھے کہ ایک

دن قیوم ثالث محمد اللہ اس جگہ (متبرک ٹیلہ پر۔ ناقل) مقابر انبیاء علیہم السلام کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ فاتحہ کے بعد ہمراہیوں سے فرمایا کہ اس جگہ چالیس پیغمبر سوتے ہیں مگر بعض ان میں سے حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان سے پہلے کے ہیں۔ اس متبرک ٹیلے کے نیچے براس نام کا ایک گاؤں ہے یہ گاؤں انبیاء کا موت گاہ (قبرستان۔ ناقل) ہے۔ اس ٹیلہ پر انبیاء کے وقت آبادی تھی۔ لوگوں سے انبیاء کی مخالفت اور اذیت سرزد ہوئی۔ ان کے کفر و طغیان کی وجہ سے ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ تہ و بالا کئے گئے۔ ایک اور گاؤں سنکھویل نام سرہند سے چھ کوس ہے وہاں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے تھے۔ لوگوں نے ان کو نہ مانا۔ خدا نے عذاب نازل کیا۔ آسمان سے پتھروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ پیغمبر وہاں سے ہجرت کر کے براس میں آ گئے اور اس جگہ انتقال کیا۔ واضح ہو کہ جسقدر پیغمبر یہاں مدفون ہیں سب کے سب ایک ہی وقت میں مبعوث نہیں ہوئے' ایک وقت میں ایک یا دو ہوتے رہے اور مخلوق کو دین حق کی دعوت کرتے رہے ہیں۔"

(حدیقۃ محمودیہ ترجمہ روضۃ قیومیہ ص۱۰۲)　(باقی)

"مباحثہ مصر" کے دلائل کے جواب کا مطالبہ

پادری عبدالحق صاحب کے نام کھلی چٹھی!

جناب پادری صاحب! تقسیم ہندو پاکستان کے بعد پہلی دفعہ آپ سے کل شام اخویم قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور کے ہاں جاتے ہوئے پر اتفاق سے ملاقات ہوئی۔ آپ اب بھارتی باشندے ہیں۔ آجکل پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کے سلسلہ میں تشریف لائے ہیں۔ حسن اتفاق سے ہمارا یہ رسالہ ابھی انہی دنوں طبع ہو رہا ہے اور میرا کل لاہور جانا بھی اسی سلسلہ میں تھا۔

میں بذریعہ رجسٹری یہ رسالہ آپ کے نام بھی بھیج رہا ہوں میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ ان دلائل پر غور کریں گے جو اس رسالہ میں مندرج ہیں اور اگر انہیں درست پائیں گے تو انہیں قبول فرمائیں گے۔ اور اگر بائیبل سے ماخوذ یہ دلائل آپ کے خیال میں غلط ہیں تو ان کی تردید جہدبانہ طریق پر رسالہ کی صورت میں فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ میرا یقین ہے کہ آپ انکی ہرگز تردید نہیں کر سکیں گے۔ نیز اگر آپ علیحدہ طور پر الوہیت مسیح یا حضرت مسیح کی صلیبی موت پر یا مستقل تحریری مناظرہ کرنا پسند کریں تو ہماری طرف سے اس بارے میں بھی کھلی دعوت ہے! اور اگر آپ کے حالات اجازت دیں تو ہم تقریری مناظرہ کے لئے بھی تیار ہیں مگر مقصد ہر حال میں حق پرستی ہونا لازمی ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

ابوالعطاء جالندھری
ایڈیٹر الفرقان

ربوہ۔ پاکستان
۲۵ راکتوبر ۱۹۶۱

قبولِ احمدیّت کی داستان

[یہ مضمون حضرت ماسٹر محمد پیل صاحب سندھی نے تحریر فرمایا ہے۔ آپ نے "ذکرِ حبیب" کے عنوان سے انصار اللہ کے سالانہ اجتماع مقام باندی میں تقریر فرمائی تھی۔ میری درخواست پر انہوں نے یہ حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ خیراً ——— (ایڈیٹر)]

خاکسار کو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور محض اس کے فضل سے جنوری ۱۹۰۳ء میں قادیان جاکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔

ہمارے گاؤں میں ایک فقیر کریم داد نامی رہتے تھے۔ انہوں نے گھر گھر یہ پیغام پہنچایا کہ امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ فقیر مشرق کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا کرتے تھے کہ اس طرف حضرت امام مہدی کا ظہور ہوا ہے۔ انہی دنوں میرے ایک استاد "پیسہ اخبار" لاہور سے منگوایا کرتے تھے۔ جس میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے حالات درج تھے۔ ہمارے دو بزرگوں اخوند محمد رمضان صاحب اور محمد ابراہیم صاحب نے اس اخبار میں حضرت اقدس کے حالات پڑھے تو انہیں علم ہوا کہ ان کے گاؤں کا فقیر سچ کہتا تھا۔ حضور کے حالات پڑھ کر انہیں حضورؑ کی صداقت کا یقین ہو گیا۔ چنانچہ دونوں بزرگوں نے سنہ ۱۸۹۶ء یا ۱۸۹۷ء میں قادیان جاکر حضرت اقدسؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ جس کے بعد دونوں بزرگ گاؤں واپس آ گئے۔

میں نے سنہ ۱۹۰۳ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر سکول میں بطور مدرس کام شروع کر دیا۔ انہی دنوں جناب اخوند محمد رمضان صاحب اور ایک غیر احمدی عالم سیّد علی مراد شاہ صاحب کے درمیان مناظرہ ہوا جس میں مجھے بطور ثالث مقرر کیا گیا۔ مکرم اخوند محمد رمضان صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی تائید میں قرآن پاک سے دلائل پیش کئے لیکن غیر احمدی سیّد صاحب نے اس کے بالمقابل کسی اور کتاب کے حوالے پیش کئے۔ میں نے سیّد صاحب کے دلائل کو اس بنا پر ردّ کر دیا کہ وہ قرآن کریم کے مقابلہ میں کوئی اور کتاب پیش کر رہے ہیں اور انہیں اپنے دلائل کی تائید میں قرآن پاک کے حوالے پیش کرنے کیلئے کہا جس پر سیّد صاحب موصوف سخت غصہ میں آئے اور مجھے بُرا بھلا کہا نیز میرے والد بزرگوار کے پاس جاکر کہا کہ تمہارا لڑکا تو قادیانی ہو گیا ہے۔ چنانچہ گھر جانے پر مجھے والدین نے بہت سرزنش کی جس کا میری طبیعت پر گہرا اثر پڑا۔ چنانچہ میں نے رات کو تہجد کی نماز میں اپنا سر آستانہ خداوندی پر جھکا کر بہت گریہ وزاری کی اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کی۔ جس کے بعد خاکسار کو رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آئے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت اقدسؑ ہمارے

گھر میں تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے ایک بڑی جماعت ہے۔ میں نے حضور انور کا نورانی چہرہ دیکھا تو دوڑ کر حضور کے قدموں میں جا گرا اور عرض کیا کہ حضور امام الزمان ہیں ہمیں بچائیں۔ جس پر حضرت اقدس مسکرائے اور مجھے کچھ فرمایا جو مجھے سمجھ نہ آیا۔ اسکے بعد میں بیدار ہو گیا۔

اس خواب کے بعد میرے دل کی بے قراری بڑھتی چلی گئی اور حضرت اقدس مسیح زمان کی کشش میرے دل میں تیز ہوتی گئی یہاں تک کہ میں دیوانہ وار تنہا قادیان کو روانہ ہوا اور ظہر کے وقت قادیان مسجد مبارک میں پہنچا تو حضرت اقدس مصلے پر رونق افروز تھے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں کچھ گزارش کر رہے تھے میں نے حضور کے پاس پہنچ کر السلام علیکم یا نبی اللہ کہا جس پر حضور نے وعلیکم السلام کے بعد دریافت فرمایا کہ "آپ کہاں سے آئے ہیں"؟ میں نے عرض کی "حیدر آباد سندھ سے حاضر ہوا ہوں"۔ حضرت اقدس نے دریافت فرمایا "سندھ کا کیا حال ہے؟" عرض کی کہ حضور وہاں آپ کے دوست بھی ہیں اور دشمن بھی۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا "ہم کل آپ کی بیعت لیں گے"۔ اس کے بعد فرض نماز شروع ہو گئی اور میں نماز باجماعت میں شامل ہوا۔ نماز کے بعد حضور اندرونِ خانہ تشریف لے گئے۔

میں کم و بیش پندرہ بیس روز مہمان خانہ میں مقیم رہا۔ مولوی نجم الدین صاحب مرحوم نے میری بہت خدمت کی۔ اگلے روز میں پھر نماز ظہر کے لئے مسجد میں گیا۔ حضور اذان کے معاً بعد مسجد میں تشریف لے آئے۔ تھوڑی بہت گفتگو جاری رہی پھر نماز شروع ہو گئی۔ نماز کے بعد حضور حسب معمول اندر تشریف لے گئے۔

مکرم مولوی محمد علی صاحب مرحوم ایم۔ اے کا دفتر مسجد مبارک میں ہی تھا۔ میں نے ان سے قلم دوات اور کاغذ لے کر حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا۔ چونکہ زبان پر عبور حاصل نہ تھا اس لئے نصف اُردو اور نصف سندھی میں اپنا مفہوم ادا کیا۔ یہ خط حضرت نانا جان مرحوم میر ناصر نواب صاحب کے ذریعہ حضور کی خدمت میں پہنچا دیا۔ حضرت میر صاحب مرحوم میرا خط پڑھ کر فرمانے لگے کہ کیا آپ سے ابھی تک بیعت نہیں لی گئی؟ میرا یہ خط لے کر آپ حضور کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے اور فرمایا کہ حضور عصر کی نماز میں تشریف لائیں گے تو اس وقت آپ سے بیعت لیں گے۔

ظہر اور عصر کا درمیانی وقفہ میں نے مسجد مبارک میں ہی گزارا۔ عصر کی اذان ہوئی تو حضور تشریف لے آئے اور دروازہ سے قدم باہر رکھتے ہی ارشاد فرمایا "وہ دوست جو سندھ سے تشریف لائے ہیں کہاں ہیں؟" میں احتراماً کھڑا ہو گیا۔ حضور نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ "انہیں تو اُردو نہیں آتی میں بیعت کس طرح لوں گا"۔ میں نے عرض کی "حضور! میں تھوڑی بہت اُردو جانتا ہوں"۔ اس پر آپ نے فرمایا "کیا آپ کچھ عرصہ پنجاب میں بھی رہے ہیں؟" میں نے بیان کیا کہ حضور پنجاب میں رہا تو نہیں البتہ حضور کی کتب کا مطالعہ کیا ہے"۔ حضور نے ازراہِ شفقت فرمایا "بیٹھ جائیے"۔ حضور نے میری بیعت لی،

میرے ساتھ کشمیر کے ایک عمر رسیدہ بزرگ عالم بھی بیعت میں شریک ہوئے۔ اس وقت مجھے ان کا نام یاد نہیں۔ بیعت کے بعد حضورؑ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر ہماری استقامت کے لئے دعا فرمائی۔ دعا کے بعد مَیں نے دوبارہ عرض کیا کہ "حضور! میرے لئے ایک بار پھر دعا فرمائی جائے"۔ حضورؑ نے فرمایا "کیسی دعا؟" عرض کی کہ "ایسی دعا کہ حضور کا علم مجھے حاصل ہو جائے"۔ حضورؑ نے ازراہِ ترحّم دوبارہ دعا فرمائی۔ اس کے بعد میری درخواست پر سید مہدی حسین صاحبؓ کو ارشاد فرمایا کہ "ان کو شحنۂ حق، سرمہ چشم آریہ، اور حقیقۃ الوحی کا آخری حصہ جس میں الیگزنڈر ڈوئی اور اس کے انجام کے متعلق کچھ درج ہے دے دی جائیں"۔

مَیں نے عرصۂ قیام میں جو کچھ دیکھا وہ بھی مختصراً حاضرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اُس وقت کی مسجد مبارک موجودہ مسجد سے بالکل مختلف تھی۔ موجودہ مسجد وسیع ہے لیکن وہ نہایت ہی مختصر تھی جس میں چار پانچ آدمی ایک صف میں بڑی مشکل سے کھڑے ہو سکتے تھے۔ موسم گرما میں مَیں حضورؑ کو پنکھا کیا کرتا تھا۔ حضورؑ جس وقت اپنے صحابہؓ کے درمیان تشریف فرما ہوتے تو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے تازہ تازہ غسل فرما کر تشریف لائے ہیں۔ لباس سادہ اور شرعی ہوتا تھا۔ مَیں نے حضورؑ کو کبھی افسردہ اور غمگین نہیں دیکھا ہمیشہ آپؑ کے چہرے پر بشاشت اور شگفتگی نظر آتی تھی۔ حضورؑ تبسم فرما کر اپنے احباب کی خوشی میں شریک ہوتے تھے۔

عیسائی صاحبان سے ایک سوال

اناجیل کی رُو سے حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام صرف نبوت اور رسالت کا مقام ثابت ہوتا ہے اور نجات پانے کے لئے انجیلی بیان کے مطابق دو باتوں کا اقرار کرنا ضروری ہے۔ **اوّل** اللہ تعالیٰ کی توحید کا **دوم** حضرت مسیح کی رسالت کا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ
خدائے واحد اور برحق کو اور
یسوع مسیح کو جسے تُو نے بھیجا ہے
جانیں" (یوحنا ۱۷/۳)

عربی انجیل میں یوں لکھا ہے :۔

"هذه هي الحياة الابدية
ان يعرفوك انت الاله الحقيقي
وحدك ويسوع المسيح الذي
ارسلته"

اس عبارت سے عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ حضرت مسیح خدا کے مرسل ہیں۔ ایسا اعتقاد رکھنے والا انسان دائمی زندگی پائے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ عیسائی صاحبان جو اللہ تعالیٰ کی توحید کے بجائے تثلیث کے قائل ہو گئے ہیں وہ انجیل کے رُو سے کس طرح نجات پائیں گے؟ اسی کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ جب مسلمان اللہ تعالیٰ کو واحد لاشریک مانتے ہیں اور حضرت مسیح کو خدا کا رسول جانتے ہیں تو عیسائی پادری مسلمانوں کی نجات کا کیوں انکار کرتے ہیں بلکہ اس صحیح عقیدہ سے انہیں منحرف کر کے عیسائی بنا کر نجات سے محروم کرنے کی کیوں کوشش کرتے ہیں؟ کیا کوئی عیسائی اس سوال کو حل کر سکتا ہے؟

بہائیوں کا جانشینی کے بارے میں شدید اختلاف

(از جناب سید احمد علی صاحب مولوی فاضل لائلپور)

یہ امر اظہر [illegible]س ہے کہ جناب علی محمد باب نے جب قرآن کریم کی منسوخی کا ۱۸۴۴ء میں دعویٰ کر کے اپنی تصنیف "بیان" نامی کو بطور نئی شریعت کے پیش کرنا چاہا تو وہ ہنوز مکمل نہ ہونے پائی کہ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا کے فرمانِ الٰہی کے مطابق ۹ر جولائی ۱۸۵۰ء کو جناب علی محمد باب گولی کا نشانہ بنا دیئے گئے اور افترا علی اللہ کی سزا پائی۔ ان کے بعد ان کے جانشین کے بارہ میں شدید اختلاف ہو گیا۔ ازلی کہتے ہیں کہ مرزا یحییٰ صبح ازل باب کا جانشین ہے اور اس کی کتاب "المستیقظ" باب کی کتاب "بیان" کی ناسخ ہے۔ اور بہائی کہتے ہیں کہ مرزا حسین علی بہاء اللہ باب کا جانشین ہے اور اس کی کتاب "اقدس" بابی شریعت یعنی بیان کی ناسخ ہے۔ مگر ابھی تک بہائی اس کے شائع کرنے کی توفیق نہیں پا سکے۔

جناب بہاء اللہ نے تقریباً عمر بھر نظر بند رہنے کے بعد ۲۸ر مئی ۱۸۹۲ء کو وفات پائی۔ اور وفات سے قبل ایسے وقت میں جبکہ ان کی تینوں بیویوں سے اولاد تھی کتاب "اقدس" میں اپنی جانشینی کے بارہ میں یہ اعلان کیا کہ:۔

> "جب میرے وصال کا سمندر اتر جائے اور میری وحی کی کتاب اختتام کو پہنچ جائے تو "من اراده الله" کی طرف رجوع کرو جو اس اصل قدیم سے پیدا ہوا ہے۔" (بحوالہ دورِ بہاء اللہ ص۲۶)

اور کتابِ عہد میں اپنے بڑے بیٹے عبد البہاء عباس کو مرکزِ میثاق اور اپنا جانشین قرار دیا ہے لکھا ہے کہ:۔

> "اغصان و افنان اور میرے منتسبین (خویش و اقارب) پر یہ فرض ہے کہ وہ سب کے سب غصنِ اعظم کی طرف توجہ کریں۔ ان آیات کا لحاظ رکھیں جو ہم نے اپنی کتاب اقدس میں نازل فرمائی ہیں ...... اس آیۂ مبارکہ سے غصن اعظم (عبد البہاء) مقصود ہیں۔"
> (از کتاب عہدی بحوالہ دورِ بہاء اللہ ص۲۴-۲۵)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کا بڑا بیٹا عبد البہاء عباس اس کا جانشین اور بہاء اللہ کی تعلیمات کا "مفسّر" ہو گا۔ (دورِ بہاء اللہ ص۸۹)

چنانچہ عبد البہاء عباس جانشین ہو گیا اور اس نے بھی اپنے زمانہ میں یہ اعلان کیا کہ میرا جانشین میرے اغصان و افنان یعنی خویش و اقارب سے ہو۔ مگر اپنا کوئی بیٹا نہ ہونے کے سبب عبد البہاء نے اپنی زندگی میں اپنے نواسہ شوقی افندی کو اپنا جانشین اور ولی امر اللہ نامزد کر دیا

جیسا کہ وصایا عبد البہاء میں لکھا ہے کہ :-

۱ - "اے مہربان دوستو! اس مظلوم کے گزر جانے کے بعد... شوقی افندی کی طرف ... توجہ کریں کیونکہ شوقی افندی آیت اللہ غصن ممتاز ولی امر اللہ اور تمام اغصان و افنان ایادی امر اللہ و احباء اللہ کا مرجع ہے وہ آیات الٰہی کا مبیّن ہے اور آپ کے بعد آپ کی اولاد میں سے آپ کا پلوٹھا آپ کا جانشین ہوا کرے گا۔" (الواح وصایا صلا۔۱۲)

۲ - "آپ کے بعد آپ کی نسل میں یا سے بیجے بعد دیگرے جو پلوٹھی کی اولاد ہوگی وہ اس مقام پر قائم ہوگا .... ولی امر اللہ کو لازم ہوگا کہ وہ اپنی حین حیات میں اپنے جانشین کو منتخب کریں تاکہ آپ کے صعود کے بعد اختلاف پیدا نہ ہو۔" (عصر جدید بار سوم صلا۔۱۲)

بہائی مذہب کی ورکنگ کمیٹی کا نام "ایادی امر اللہ" ہے - اس کے بارہ میں عبد البہاء نے لکھا کہ :-

"اے یاران! ایادی امر اللہ کو ولی امر اللہ نامزد فرمایا کریں گے۔ .... ایادی امر اللہ کی یہ جماعت ادارہ ولی امر اللہ کے ماتحت ہوگی" (عصر جدید صلا۔۳۱)

گویا یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ اگر ولی امر اللہ کا پلوٹھا نہ ہوا یا نا اہل ہو تو اندریں حالات :-

"ولی امر اللہ کو چاہیئے (بلکہ اس پر "لازم" اور "فرض" ہے - ناقل) کہ اپنی زندگی میں مَنْ هُوَ بَعْدَهُ کا تعیّن کر دے تاکہ پھر اختلافات پیدا نہ ہوں ..... اگر ولی امر اللہ کا پلوٹھا ان الفاظ کا مصداق نہ ہو "الولد سر لابیہ" اور اس کے اندر روحانی میراث نہ ہو اور اس کی شاندار نسلی خصوصیت کے ساتھ ساتھ اچھے کردار کا پھل نہ ہو تو پھر ولی امر اللہ کو چاہیئے کہ کسی دوسرے غصن کو انتخاب کرے جو اس کا جانشین ہو۔" (الواح وصایا صلا۱۲، عصر جدید صلا۲۱۶)

غرضیکہ اپنی اولاد ہی میں جانشینی کو محصور اور محدود کر دینے کی اس قدر تاکید ہے - ان اہم وصایا کے بعد جب عبد البہاء عباس ۲۰ر نومبر ۱۹۲۱ء کو فوت ہو گئے تو شوقی افندی نے اقرار و اعلان کیا کہ :-

"کتاب اقدس اور کتاب عہد کی صریح نصوص کے مطابق میں کلام اللہ کا مفسّر ہوں - جو کوئی میری تفسیر سے تجاوز کرتا ہے وہ خود اپنے وہم کا مارا ہوا ہے۔" (دور بہائی امر اللہ صلا۲)

مگر یہ شوقی افندی بھی ۴ر نومبر ۱۹۵۷ء کو انگلینڈ میں فوت ہو گئے - اور ان کا بموجب وصایا عبد البہاء

جانشین ہونے والا کوئی بیٹا بیٹی نہ تھا اور نہ کوئی اغصان و افنان میں سے موجود تھا۔ درآنحالیکہ مندرجہ بالا عبارات کی رُو سے بقول بہائیاں "حضرت عبدالبہاء نے مقامِ ولایت امر حضرت ولی امراللہ کے پلوٹھے یا کسی غصن کے لئے مخصوص کر دیا تھا" (بہائی سرکلر ۱۵-۱ اگست ۱۹۶۰ء صـ۲)

اور شوقی افندی نے بھی بارہا لکھا تھا کہ:-

۱۔ "حضرت عبدالبہاء .... نے وراثت کے اصول پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ خلفِ اکبر کے حق کی انبیاء سلف نے بھی تائید و حمایت کی ہے۔" (دَورِ بہاءاللہ صـ۸۳)

۲۔ "ولایت کا ادارہ اگر دینِ بہائی سے نکال دیا جائے تو حضرت بہاءاللہ کا نظامِ عالم مسخ ہو جائے گا ... تمام ظہوراتِ الٰہیہ میں بھائی بہنوں میں سب سے بڑے بیٹے کو غیر معمولی اعزاز و امتیازات عطا کئے گئے ہیں حتیٰ کہ نبوت کا درجہ بھی اس کا پیدائشی حق سمجھا گیا ہے۔ ایسے ادارہ کے بغیر امراللہ کی سالمیت خطرہ میں رہے گی اور اس کے تمام اداروں کا استحکام سخت خطرہ میں پڑ جائیگا۔" (دَورِ بہاءاللہ صـ۸۵-۸۶)

۳۔ بقول عبدالبہاء شوقی افندی کے بعد اس کی صلبی اولاد میں سے پلوٹھا اس کا جانشین ہوگا۔" (دَورِ بہاءاللہ صـ۸۶)

یاد رہے کہ "ولایت امر" کے اس نظام پر بہائی بڑا فخر کرتے اور کہا کرتے تھے کہ:-

(الف) "یہ نیا نظم دُنیا کے علیل و باطل نظاموں سے ممتاز ہے اور دینوں کی تاریخ میں بے نظیر و بے مثل ہے اس کی بنیاد دو مضبوط رُکن پر قائم ہے۔ پہلا اور بڑا رکن ولایتِ الٰہیہ ہے جو وضاحت اور تفسیر کرنے کا مصدر ہے اور دوسرا رُکن خدا کا بیتِ عدلِ اعظم ہے جو قانون بنانے اور منسوخ کرنے کا آخری مقام ہے۔ اس نظمِ الٰہی میں جس طرح دین کے بانی کے حکموں اور اس کے بنیادی اصول میں جن کی تشریح اس کے عہد و میثاق کے مرکز نے کی ہے جدائی ممکن نہیں۔ اسی طرح نئے نظم کے دونوں ارکان (یعنی ولایتِ الٰہیہ اور بیتِ عدلِ الٰہی) میں علیحدگی ناممکن اور محال ہے۔"

(توقیع شوقی مترجم ۱۰۵ ص۲۱)

(ب) "یہ نظام وہ ہے کہ جس کا رکن اوّل ولایت امراللہ اور رکن دوم دیوان عدل الٰہی ہے ...... وہ نظم جس کا مثیل و مانند نہ شریعتِ موسوی میں۔ نہ شریعتِ عیسوی میں۔ نہ شریعتِ محمدی میں اور نہ آدم سے لے کر خاتم تک کسی دوسری شریعت میں

ظاہر ہوا۔" (توقیع مذکور ص۲۴)

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ شوقی آفندی "موجودہ ولی" اور "آئندہ اولیاء" کو نہ صرف "معصوم" بلکہ "کلام اللہ کا مفسّر" بتایا ہے۔ اور بیت العدل عمومی کو ان معاملات پر قانون بنانے کا کام عطا کیا گیا ہے جو صریحاً تعلیماتِ مبارکہ میں نازل نہیں ہوئے۔ (دورِ بہاء اللہ ص۸)

مزید لکھا ہے کہ:۔

"ولی امر اللہ ایسی جلیل القدر
ہیئت کے مستقل صدر بنائے
گئے ہیں" (دورِ بہاء اللہ ص۹)

خلاصہ یہ کہ دینِ بہائی میں ولی امر اللہ "معصوم" اور "مفسّر" ہے اور ان کے نزدیک :۔

(ا) "بیت العدل کے ارضی صدر
ہر زمانہ میں اس زمانہ کے ولی امر اللہ
ہوں گے" (ریاست بہائی پر اجمالی
نظر، اردو ص۵)

(ب) "ولی امر اللہ اس مجلس کے رئیس اور
اس کے سب سے بڑے لائق ممبر ہونگے"
(وصایا عبد البہاء ص۳۹ مطبوعہ
جید پریس دہلی)

چونکہ بیت العدل عمومی کے ممبران "معصوم" نہیں اور ولی امر اللہ "معصوم" مانا جاتا ہے۔ اس لئے عبد البہاء نے "ولی امر اللہ" کو یہ بھی اختیار دیا ہے کہ:۔

"اگر ممبروں میں سے کوئی ممبر کسی
گناہ کا مرتکب ہو جو عام لوگوں کے لئے
نقصان دینے والا ہو ولی امر اللہ کو
اختیار ہوگا کہ وہ اسے خارج
کر دیں اور ملت اس کی جگہ کسی
دوسرے شخص کو چن لے"
(الواح وصایا فارسی ص۱۵-۱۶)

اِن اقتباسات سے بہائیوں کے ہاں امرِ ولایت کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ مگر جب شوقی آفندی نے ۴ر نومبر ۱۹۵۷ء کو وفات پائی تو اس موقعہ پر ایادی امر اللہ نے جو پہلا اعلان ۱۹ر نومبر ۱۹۵۷ء کو شائع کیا اس میں لکھا ہے کہ:۔

"اگلی صبح (یعنی ۱۹ر نومبر ۱۹۵۷ء کو)
ارضِ مقدس اور مختلف براعظموں کے
ایادی میں سے چنے گئے نو (۹) ایادی
امر اللہ مع امۃ البہاء حضرت
روحیہ خانم (زوجہ شوقی آفندی) نے
تصدیق کیا کہ شوقی آفندی کا کوئی
وصیت نامہ نہیں ہے اور یہ بھی
تصدیق کیا گیا کہ آپ کا کوئی وارث
نہیں ہے۔ اغصان سب کے سب
یا تو فوت ہو چکے ہیں یا حضرت ولی
امر اللہ کی طرف سے الواح وصایا
حضرت عبد البہاء کی خلاف ورزی
کرنے اور خود ان کی بغاوت کرنے
کے جرم میں جن کو اس مقدس دستاویز
میں امر اللہ کا اوّلین ولی مقرر کیا گیا
تھا ناقض (مراد خارج و مرتد از
بہائیت۔ ناقل) قرار دیئے جا چکے
ہیں" (از بہائی سرکلر مورخہ ۱۵ر اگست ۱۹۶۱ء ص۴)

گویا نہ تو شوقی افندی کے اقارب اور ورثاء میں سے کوئی بموجب وصایا جانشین ولی امراللہ بننے کے قابل رہا اور نہ وہ کوئی اپنا جانشین خود نامزد کر سکے۔ مزید لکھا گیا ہے کہ :-

"اس اعلانیہ پر ارضِ اقدس میں جمع ہونے والے ۲۷ میں سے ۲۶ ایادی امراللہ نے بشمولیت **میسن ریمی امضاء** (دستخط) کئے ہیں"
(بہائی سرکلر ص ۲)

اندریں حالات بہائیوں کے **مزید دو گروہ** بن گئے ہیں :-

اوّل۔ وہ گروہ جو روحیہ خانم اہلیہ شوقی افندی کے ساتھ ہے کہتا ہے کہ ہم ۱۹۶۳ء میں بیت العدل کا قیام اور ولی امراللہ کا انتخاب کرلیں گے۔ حالانکہ یہ صرف ولی امراللہ کا **فرض** تھا کہ وہ اپنی عین حیات میں اپنا جانشین منتخب اور متعین کرتے تا کہ آپ کے بعد اختلاف پیدا نہ ہو (الواح وصایا ص ۱۳، دیانت بہائی پر اجمالی نظر ص ۹۱، عصرِ جدید ص ۲۱۶)۔ کیونکہ وہ بقول بہائیان

۱۔ معصوم ہوتا ہے اور اسے گناہ گار ممبروں کو "خارج" کر دینے کا اختیار ہے۔
۲۔ اور وہی بیت العدل کا صدر رہے اور ایادی امراللہ کی یہ جماعت ادارہ ولی امراللہ کے ماتحت ہوتا تھی (عصرِ جدید ص ۱۴۱، دورِ بہاء امراللہ ص ۳۵)

گو منتخب کئے جانے والے ادارہ بیت العدل عمومی کے افراد نہ تو "معصوم" ہیں اور نہ وہ از روئے وصایا ولی امراللہ بنانے کے مجاز و مختار ہیں۔ اسلئے ان کے نظریہ کے رُو سے تو **"بہاء اللہ کا نظامِ عالم مسخ ہو گیا"** کیونکہ نہ **ولایت** امراللہ اور نہ **بیت العدل** کا قیام ہوا۔ اور بہاء اللہ کی یہ پیشگوئی ان کی بطالت کا کھلا اعلان ہے کہ :-

"خوف نہ کرو۔ خوف نہ کرو۔ اگر یہ **غصن** اس مادی دنیا سے علیحدہ کر دی جائے اور اپنے پتوں سے جدا کر دی جائے۔ پھر بھی اس کے **پتے پوری قوت سے بڑھینگے** کیونکہ یہ **شاخ** اس دنیا سے کٹ جانے کے بعد **ترقی کرے گی** اور عزت کی بلند ترین چوٹیوں پر پہنچے گی اور اس میں بہت سے پھل لگیں گے کہ ان کی خوشبو تمام دنیا کو معطر کر دے گی۔" (دورِ بہاء امراللہ ص ۵۸)

ورنہ بموجب وصایا ہر زمانہ میں جانشین کا **پلوٹھا** ہوتا۔ حالانکہ عبد البہاء کے ہاں صرف لڑکی ہوئی۔ اور شوقی افندی کے لڑکا تو کجا کوئی لڑکی تک بھی وارث پیدا نہ ہو سکی اور نہ ہی خدا نے ان کو اپنی زندگی میں اپنا جانشین نامزد اور منتخب کرنے کی توفیق دی۔

دوم۔ دوسرا گروہ وہ ہے جس کا لیڈر **میسن ریمی** ہے۔ انہوں نے **شوقی افندی کی وفات کے اڑھائی سال بعد** عید رضوان اپریل ۱۹۶۰ء

کے موقعہ پر یہ اعلان کیا کہ :-
"شوقی افندی نے مجھے انٹرنیشنل بہائی کونسل کا صدر مقرر فرمایا ہے"۔ اسلئے "یہ میرا اعلان تمام عالمِ بہائی کے لئے ہے اور میں متوقع ہوں کہ وہ بلا چون وچرا بہائی معاملات میں مجھے اپنا حاکمِ اعلیٰ مان لیں۔ اور جب تک میں زندہ ہوں میری پیروی کریں کیونکہ میں ہوں ولی امر اللہ بہائی دین کا معصوم ولی"
(پروکلیمیشن از میسن ریمی)

حالانکہ :-

۱- میسن ریمی (حسب وصایا عبد البہاء) بہاء اللہ اور شوقی افندی کے دُور و نزدیک کے رشتہ داروں اور اغصان و افنان میں سے قطعاً نہیں ہیں جو کہ بڑی اور اہم شرط جانشین کے لئے ہے۔

۲- شوقی افندی کی وفات پر ۲۷ میں سے ۲۶ ایادی امر اللہ نے یہ اعلان و تصدیق شائع کی ہے کہ نہ انہوں نے کوئی "وصیت نامہ" چھوڑا اور نہ ہی ان کا کوئی "وارث" ہے اسلئے میسن ریمی کا دعویٰ فضول ہے۔

۳- ولی امر اللہ کے منتخب کردہ جانشین کے لئے حضرات ایادی امر اللہ کی توثیق و تصدیق ضروری تھی۔ جیسا کہ وصایا عبد البہاء میں لکھا ہے کہ :-

"ایادی امر اللہ اپنی جمعیت میں سے ۹ شخصوں کو چُنا کریں گے جو ولی امر اللہ کی اہم خدمات میں مشغول رہا کریں گے ..... اور یہ نو شخص اتفاق یا کثرت آراء سے اس جانشین کی جسے ولی امر اللہ انتخاب فرمایا کریں گے تصدیق کیا کریں گے"
(عصر جدید صـ ۲۱۶)

مگر یہاں تو حضرات ایادی نے بیک زبان میسن ریمی کی ولایت کے ادعا کو رد کیا ہے۔

۴- شوقی افندی کی وفات پر خود میسن ریمی کے حامیوں نے بھی یہ اقرار کیا ہے کہ :-

"بار بار حضرت عبد البہاء کی وصایا مبارکہ پڑھی گئیں۔ مگر نورانی معانی کے چہرہ زیبا سے نقاب کشائی کے لئے ہر کوشش ناکامیاب رہی۔ چار و ناچار دو سال کا عرصہ اسی تگ و دو میں گزر گیا" (سرِ ولایت در نظم بہاء اللہ صـ ۲۸)

اور میسن ریمی خود بھی اقراری ہیں کہ :-

"میری دو سال کے عرصے کچھ زیادہ دیر کی خاموشی اس امر پر تھی" (پروکلیمیشن میسن ریمی)

اگر واقعی شوقی افندی نے میسن ریمی کو نامزد اور متعین کر رکھا تھا تو میسن ریمی اور دیگر ممبران کو کیوں وصایا بار بار پڑھنے کے باوجود مقرر شدہ ولی امر اللہ کی سمجھ نہ آسکی؟ اور کیوں میسن ریمی نے اس

موقعہ پر نبوت دیگر اعلان نہ کیا اور دو سال سے زائد عرصہ خاموش رہے ؟

اس قسم کے حالات کے باعث فریق اول یعنی ۲۶/۲۷ ایادی امر اللہ کی پارٹی کا یہ اعلان ہے کہ :-

"میسن ریمی اور اس کے پٹھوؤں
کو ناقض قرار دیکر امر اللہ سے خارج
کر دیا گیا ہے۔" (بہائی سرکلر مورخہ
۱۵ اگست ۱۹۶۰ء ص۵)

یہ بھی یاد رہے کہ اس تحریک کے حسب ذیل فرقے ہیں :-

(۱) بابی - (۲) ازلی - (۳) بہائی :
(الف - عبد البہائی - ب - مرزا محمد علی برادر عبد البہاء کی پارٹی) - (۴) احمد سہرابی - (۵) شوقی افندی کی پارٹی (الف - زوجہ خانم اہلیہ شوقی کی پارٹی - ب - میسن ریمی کی ٹولی) ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر!

آپ کا یوم ولادت بروز جمعہ ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء مطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ اور ۱۳ تبلیغ ۱۲۱۴ ہش ہے اور یوم وصال بروز سہ شنبہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۶ ربیع الثانی اور ۲۶ ہجرت ۱۲۸۷ ہش ہے۔

شمسی حساب سے آپ کی عمر ۷۳ سال ۳ مہینے ۱۳ دن اور قمری (ہجری) حساب سے ۷۵ سال ۵ مہینے ۲۳ دن ہے۔ ابھی آپ کی عمر قریباً چھپن ۵۶ سال بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۸۹۱ء میں آپ کی عمر کے متعلق الہاماً فرمایا اور آپ کی پاکیزہ زندگی کے متعلق کہا۔ فلنحیینّک حیوۃً طیبۃً ثمانین ؑ

اگر اجازت ہو!

(جناب مولوی مبشر احمد صاحب راجیکی)

حریم ناز میں آئیں اگر اجازت ہو
سرِ نیاز جھکائیں اگر اجازت ہو
مہ و نجوم سے آگے مقام ہے اپنا
قدم اِک اور اٹھائیں اگر اجازت ہو
نیا سفر ہے نئی منزلیں نئے راہی
نئے چراغ جلائیں اگر اجازت ہو
کشا کشِ غمِ دوراں ابھی ستاتی ہے
اِک اور جام چڑھائیں اگر اجازت ہو
دیارِ عشق میں رہتے ہیں چند دیوانے
اُنہیں سے ربط بڑھائیں اگر اجازت ہو
حیات نور کے سانچے میں ڈھل تو سکتی ہے
دلوں کو طور بنائیں اگر اجازت ہو

یہ داستاں ہے مبشر کی داستانِ اے دوست
ہم اپنا حال سُنائیں اگر اجازت ہو

ؑ حولاً او قریباً من ذٰلک - ترجمہ - ہم تجھے پاک اور خوش زندگی نصیب کریں گے - اسّی سال یا اس کے قریب - (تذکرہ ص۱۹۱ الہام ۲۴۶/۲۵)

وحیٔ حق کی بات کیسی بے خطا پوری ہوئی
بجمد از فضل الدین کمبوہ (حمزہ)
خریدار الفرقان ۲۵۶

حاصلِ مطالعہ

۱۔ ختمِ نبوت کے معنے

جناب مولانا الحاج قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دارالعلوم دیوبند اپنی کتاب "شانِ رسالت" کے صفحہ ۴۹ پر فرماتے ہیں:- "اور آپ ہی منتہائے علوم ہیں کہ آپ ہی پر علوم کا کارخانہ ختم ہو جاتا ہے اسلئے آپ کو خاتم الانبیاء بنایا گیا کہ جو کسی وصف کا فاتح ہوتا ہے وہی اس کا خاتم بھی ہوتا ہے۔" (سلطان علی خاں ملتان شہر)

۲۔ "جماعت اسلامی" اور وفاتِ مسیح کا عقیدہ

جماعت اسلامی کے رسالہ "چراغِ راہ" میں آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ (آل عمران ع ۱۵) کا ترجمہ یوں لکھا ہے:-

"قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بس اللہ کے ایک رسول ہیں ان سے پیشتر بھی تمام رسولوں کو موت آچکی ہے۔ لہذا اگر یہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو اے ایمان والو! کیا تم راہِ حق سے منہ موڑ لوگے؟" (رسالہ چراغِ راہ کراچی ماہ جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۸)

(چوہدری عبدالرب غیرت انسپکٹر بیت المال)

۳۔ حضرت جارود صحابی رضی اللہ عنہ کا استدلال

استاد عمر ابو النصر لبنان کے بہت بڑے اور مستند سوانح نگار ہیں اُن کی کتاب "خلفائے محمد" اُن کی عظیم محققانہ کوشش ہے۔ کچھ سال قبل اس جامع تصنیف کا اُردو ترجمہ "ادارہ فروغِ ادب لاہور" نے شائع کیا ہے کتاب مذکور کا پہلا حصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت سے متعلق حالات پر مشتمل ہے۔ ان کے عہدِ خلافت کا اہم ترین واقعہ "فتنۂ ارتداد" ہے۔ فاضل مصنف اس فتنہ کے ضمن میں "اہلِ بحرین کی سرکوبی" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:-

"اہلِ بحرین میں سے قبیلہ بکر ارتداد پر قائم رہا قبیلہ عبدالقیس نے بھی یہ کہہ کر مرتد ہونا چاہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو کبھی وفات نہ پاتے۔ اس قبیلہ میں ایک شخص جارودؓ بن معلی تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی تھی اور اس کو اسلام کے متعلق کافی معلومات حاصل تھیں جب اُس نے دیکھا کہ اسکی قوم مرتد ہونے لگی ہے تو اس نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا "اے قبیلہ عبدالقیس! میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں اگر تمہیں اس کا کچھ پتہ ہو تو مجھے جواب دینا لیکن اگر پتہ نہ ہو تو جواب مت دینا۔" قوم نے کہا "پوچھو" اس نے کہا "کیا تم جانتے ہو کہ گزشتہ زمانوں میں اللہ تعالیٰ انبیاء کو مبعوث فرماتا رہا ہے؟" انہوں نے کہا "ہاں"۔ جارودؓ نے کہا "کیا تمہیں انبیاء کے متعلق صرف علم ہے یا تم نے انہیں دیکھا بھی ہے؟" انہوں نے جواب دیا "نہیں ہمیں اُنکے متعلق صرف علم ہے۔" جارودؓ نے کہا "انکے ساتھ کیا ماجرا گزرا؟" انہوں نے کہا "وفات پا گئے"۔ جارودؓ نے کہا "اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وفات پا گئے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت میر محمد اسحاقؓ نمبر کے متعلق چند آراء

ایڈیٹر کی ڈاک

(۱) محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ
لائلپور رقمطراز ہیں :-
"محترمی — السلام علیکم - الفرقان کا
میر صاحب نمبر نہایت کامیاب، دلآویز نمبر
ہے اور جماعت کے لئے بے حد مفید
اور قابلِ مبارکباد "

(۲) محترم جناب ثاقب صاحب زیروی لاہور تحریر
فرماتے ہیں :-
"حضرت مولینا! ہدیہ مسنونہ!
بجرم وخیر خواہم! — الفرقان کا خصوصی
شمارہ کیا ملا حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ
اپنے محبوب و دلنواز انداز میں ہنستے بولتے
اُٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے نظر آ گئے —
ہونٹوں پہ وہی شفیق مسکراہٹ، نگاہوں میں
روحانیت کے وہی اطمینان افزا ڈورے
گفتار میں وہی رُوح آفریں گداز اور
رفتار میں وہی بزرگانہ وقار اور ٹھہراؤ
— اللہ آپ کا بھلا کرے آپ کے
الفرقان نے بیتے ہوئے حسین دنوں کی
یاد تازہ کر دی۔
اب لگے ہاتھوں ایک خصوصی شمارہ
حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے منسوب بھی

نکال ڈالئے کہ "فرقانِ حمید" سے اُس
"مردِ درویش صفت" کی وابستگی و
شیفتگی سب سے زیادہ "اِس انتساب
و تعنون" کا حق رکھتی ہے اللہ توفیق
دے!"

(۳) محترم جناب حاجی فیض الحق خان صاحب کوئٹہ
تحریر فرماتے ہیں :-
"مکرمی معظمی حضرت مولوی صاحب
الفرقان کا حضرت میر محمد اسحاق
مرحومؓ نمبر نکال کر آپ نے جماعت پر
بہت احسان[1] کیا - جزاک اللہ - بوجہ
مصروفیتِ وقت کم ملتا رہا اس لئے تقریباً
روزانہ ہی بعد تلاوتِ قرآن مجید
الفرقان زیرِ مطالعہ رہا - اور آج صبح ختم
کیا - بہت لطف آیا - اکثر پڑھتے پڑھتے
رقت طاری ہو جاتی اور حضرت میر صاحبؓ
کے لئے بے اختیار ان کی بلندی درجات
کے لئے دُعا نکلتی - اللہ تعالیٰ حضرت
میر صاحبؓ کو جنت الفردوس میں
اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی اولاد
کو ان کے نقشِ قدم پر چلاوے -
مجھے اس امر کا نہایت افسوس ہے کہ

---

[1] یہ تو جماعت اور اپنے محترم استاد کے حق کا ہزارواں حصہ بھی ادا نہیں ہوا۔ جماعت پر احسان کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (ابوالعطاء)

اس تاریخی رسالہ میں میرا مضمون نہ آسکا۔ کئی دفعہ خیال کیا کہ میں بھی اپنے تاثرات لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کروں مگر سستی ہو گئی۔ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ سے زمانۂ طالبعلمی سے تعارف تھا۔ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے جس کام کو ہاتھ میں لیا چار چاند لگا دیئے۔

حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے ابراہیمی سنّت کا احیاء کیا۔ کسی مہمان کو بازار یا کسی جگہ دیکھا فوراً دریافت فرمایا کب آئے؟ کہاں ٹھہرے ہیں؟ کیا کھانا کھا لیا ہے؟ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کو غرباء سے جو محبت تھی اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ خاکسار سے بھی نہایت شفقت سے ملتے اور تمام حالات دریافت فرماتے۔ جلسہ کے ایام میں آپ کی مصروفیات اور تمام کاموں کی ذاتی نگرانی آپ کے بے پناہ عزم اور شوقِ خدمتِ مہمانانِ حضرت مسیح موعودؑ کا پتہ دیتی تھی۔ جلسہ کے ایام میں اکثر حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب مرحوم حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کے نائب ہوتے تھے اور خاکسار کو حضرت خانصاحب اپنے بچوں کی طرح سمجھتے تھے۔ شام کو ضرور افسر جلسہ سالانہ کے دفتر میں حاضر ہونے کا موقعہ ملتا تو حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نہایت خندہ پیشانی اور محبت سے حالات دریافت فرماتے۔ ۱۹۴۳ء کے جلسہ میں جب ملاقات ہوئی تو یہ معلوم کر کے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار گزیٹڈ افسر بن گیا ہے بہت ہی خوش ہوئے اور خاص طور پر مجھے بلا کر اپنے پاس بٹھلایا اور دریافت فرمایا کہ اب کیا عہدہ ہے۔ کیا فرائض ہیں اور کیا تنخواہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس طرح کسی قریبی عزیز کی ترقی پر خوشی ہوتی ہے۔

حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ جلسہ کے ایام میں جب تک تمام مہمان کھانا نہ کھا لیتے اور آپ کو اس کی رپورٹیں نہ مل جاتیں دفتر سے گھر نہ جاتے۔ میرا اندازہ ہے کہ بعض دن گیارہ بجے رات کو گھر جاتے صبح جب نماز میں جاتے تو حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ مسجد اقصیٰ میں موجود ہوتے۔ پھر اس کے بعد درسِ حدیث ایسے رنگ میں دیتے کہ خود بھی روتے اور حاضرین کو بھی خوب رُلاتے۔ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کا آخری درس جو مجھے سننے کا موقعہ ملا (جو غالباً ۱۹۴۳ء کا جلسہ تھا) اس میں ایک دن درسِ حدیث واقعہ ہجرت کے متعلق تھا کہ کس طرح سے تیاری کی اور کس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تیاری کر رکھی تھی مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ خود بھی

روتے تھے اور قمیص کے بائیں دامن سے آنسو پونچھتے جاتے تھے (رومال نہیں تھا) اور حاضرین کو بھی خوب رُلایا۔ حضرت میر صاحبؓ واقعی بے نظیر انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند سے بلند تر کرتا جاوے۔ آمین۔"

(۴) محترم حضرت قاضی محمد یوسف صاحب ہوتی مردان سے رقمطراز ہیں:۔

"محترم مدیر صاحب الفرقان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعض احباب سرحد کی یہ رائے ہے کہ رسالہ الفرقان بدستور اپنے مختلف العنوان مضامین کے ساتھ ماہوار جاری رہا کرے اور اگر خاص نمبر کسی بزرگ شخصیت کی یاد میں نکالنا ہو تو وہ اس ماہوار رسالہ سے الگ نکالا جایا کرے تاکہ وہ مسلسل مضامین مختلف العنوان نذر کا کریں۔ درحقیقت الفرقان انہی گلدستوں کا نام ہے۔ خاص نمبر کے علاوہ ان کی تڑپ اور خواہش باقی رہتی ہے۔"

(۵) جناب مولوی عبداللطیف صاحب فاضل گجراتی تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دو نامی گرامی بزرگوں حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اور حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کی سیرت و سوانح پر مشتمل الفرقان کے دو خاص نمبر شائع کرکے جماعت کے نوخیز طبقہ پر گراں بار احسان فرمایا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

مَیں جناب کی توجہ ایک نہایت اہم ضرورت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آجکل غیر مبایعین نے احمدیت یا حقیقی اسلام اور جماعت حقہ مبایعین کے خلاف ناواقف اصحاب کو بدظن کرنے کیلئے اپنے سابقہ موقف میں شدت اختیار کرلی ہے اور "زخرف القول غروراً" کے ذریعہ اپنے اس غیر اسلامی رویّہ کو تقویت دے رہے ہیں۔

میری استدعا ہے کہ آپ غیر مبایعین کی اصل حقیقت اور ان کی احمدیت کو بدنام کرنے اور خلافتِ احمدیہ کو مٹانے کی ناپاک کوششوں کو طشت از بام کرنے کے لئے اپنے مؤقر رسالہ کا ایک خاص نمبر جلد شائع فرما دیں۔"

الفرقان: محترم جناب ثاقب صاحب اور محترم جناب مولوی عبداللطیف صاحب گجراتی کی تجاویز پر انشاء اللہ ضرور عمل ہوگا۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب کی رائے بھی وزنی ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ خاص نمبر کے اخراجات کا ثواب بعض ذی ثروت احباب برداشت کرلیں۔ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

ظاہری تربیت کا ایک پہلو

شرعی داڑھی کا مسئلہ

(از جناب محترم شمس الدین صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع پشاور)

ہمارے نزدیک داڑھی کا مسئلہ اسلام کے ان بنیادی مسائل میں سے نہیں ہے جن پر کفر و اسلام کا سوال پیدا ہو جائے مگر ہم اس کی اس شرعی اہمیت کے ضرور قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام داڑھی رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات ہم سب مسلمانوں کے لئے **اسوۂ حسنہ** ہے۔ آپ نے خود داڑھی رکھی اور داڑھی رکھنے کا حکم دیا۔ حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہم داڑھی رکھتے تھے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں اس **سنتِ نبوی** کو اپنے عمل سے قائم کیا آپ نے بھی داڑھی رکھنے کا حکم دیا۔ آپ کے صحابہ بھی داڑھی رکھتے تھے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ ان سب نمونوں کے بعد احمدی مسلمان کے لئے کسی ایسے "دوسرے رُخ" کی ضرورت نہیں جو محض رفتارِ زمانہ کی پیداوار ہے۔ سارے منہ پر سے اُسترے وغیرہ کے ذریعہ داڑھی کو صاف کر کے صرف ٹھوڑی پر چند بال رکھ کر اسے شرعی داڑھی قرار دینا نہ لغت کے رُو سے درست ہے اور نہ واجب الاتباع اسوۂ حسنہ اور **قابلِ تقلید نمونوں** کی موجودگی میں شرعاً اس کے لئے کوئی گنجائش ہے اس لئے ہمیں حیرت تھی کہ ہمارے دوست مکرم ملک مبارک احمد خان صاحب نے کیسا مضمون لکھا را ہے مگر ہم نے اس مضمون کا نوٹس لینا غیر ضروری سمجھا جولائی ۱۹۶۱ء کے الفرقان میں صرف "مشعلِ راہ" کے عنوان سے اشارہ کر دیا تھا۔ اب محترم جناب شمس الدین صاحب پشاور کا تردیدی مقالہ آگیا ہے جسے شائع کیا جاتا ہے۔ انّما الاعمال بالنّیّات۔

(ایڈیٹر)

داڑھی کی شرعی حیثیت کے متعلق الفرقان کے اپریل ۱۹۶۱ء کے پرچہ میں مکرم امتیاز الدین احمد صاحب امین آبادی کے استفسار کے جواب میں علماء کرام اور بزرگانِ سلسلہ کی طرف سے جو جوابات شائع ہوئے تھے ان سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ شرعی اور مسنون طریق یہی ہے کہ داڑھی نمایاں طور پر ٹھوڑی اور رخسار دونوں پر رکھی جائے اور محض ٹھوڑی پر تھوڑے سے بال رکھ لینا داڑھی نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے خلفاء اور صحابہ اور نہ ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفاء

اور صحابہ سے یہ ثابت ہے۔ یہ مضمون اس لحاظ سے بہت اہم تھا تا کہ نوجوانوں کو داڑھی رکھنے کی طرف توجہ ہوتی اور وہ صحیح اسوۂ رسولؐ کو اپنانے کی طرف مائل ہوتے۔ مگر اس مضمون کے جواب میں جو کہ درحقیقت صحابہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، علماء سلسلہ اور مفتی سلسلہ کے جوابات کا مجموعہ تھا۔ ماہنامہ "خالد" کے جولائی ۶۱ء کے پرچہ میں "تصویر کا دوسرا رُخ" کے عنوان سے مکرم مبارک احمد خان صاحب ایمن آبادی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے نہایت نازیبا اور بودے طریق سے سلسلہ کی اہم شخصیتوں کے جوابات کی تردید کی ہے اور فرنچ کٹ داڑھی کا جواز پیدا کرنے کی سعی ناتمام کی ہے۔ آجکل نوجوانوں میں جس فرنچ کٹ کا رواج ہے اس میں ٹھوڑی پر چند بال ہوتے ہیں اور بعض حالتوں میں وہ نمایاں نظر بھی نہیں آتے۔ مکرم مبارک احمد صاحب کا یہ خیال ہے کہ اس قسم کی داڑھی بھی ٹھیک بلکہ شرعی ہے اور اپنے اس مسلک کی تائید میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۲۲ء کی مجلس مشاورت کے موقعہ کا ایک ارشاد بھی تحریر کیا ہے۔ حالانکہ حضور کے اس ارشاد سے انکے مفید مطلب کوئی بات نہیں نکلتی۔ کیونکہ حضور جس بات کی وہاں وضاحت کرنا چاہتے ہیں وہ صرف داڑھی کی لمبائی کے متعلق تعیّن ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں آگے چل کر حضور نے صحابہ کی مثال پیش فرمائی ہے کہ ان میں سے بعض کی داڑھیاں چھوٹی ہوتی تھیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہ کی داڑھیاں تمام چہرہ پر ہوتی تھیں نہ کہ صرف ٹھوڑی پر۔ اسلئے حضور کے اس ارشاد سے فرنچ کٹ داڑھی کا جواز پیدا کرنا کسی صورت میں درست نہیں۔ پھر اس ۲۷ء کے ارشاد کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے اور کئی واضح ارشادات موجود ہیں جو کہ مبارک احمد صاحب کے خیال کی واضح طور پر تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم ذیل میں حضور کا ۲۶ء کے فرمودہ ارشاد کا ایک اقتباس درج کرتے ہیں جو خالد ماہ جون ۶۱ء کے پرچہ میں "مشعلِ راہ" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

> "آپ (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ فرمایا کہ قصّوا الشوارب واعفوا اللحٰی (ترمذی باب الاستیذان والآداب) یعنی مونچھیں کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔ ..... سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر داڑھی سے کیا مراد ہے۔ سو ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد سے استدلال کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ نے فرمایا کہ مونچھ کے بالوں کا وہ حصہ جو مُنہ کے نزدیک پہنچتا ہے اسے کٹوا دینا چاہیئے۔ گویا اس حصہ کو کٹوا کر باقی بال رکھنے چاہئیں۔ اب مونچھ کے بالوں کے جس حصہ کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ اسے کاٹو جب اُسے بھی آپؐ نے ختنی جائز قرار نہیں دیا تو پھر داڑھی کے بال کم از کم اس سے تو بڑے ہی ہونے چاہئیں۔ مونچھوں کے بالوں کا اگر وہ حصہ کاٹ دیا جائے جو مُنہ کے نزدیک ہوتا ہے

تو باقی اُوپر کے حصّہ کے بال نصف انچ سے زیادہ بنتے ہیں۔ اس لحاظ سے داڑھی کے بال کم از کم ایک انچ تو ضرور ہونے چاہئیں۔ اس طرح ہمیں ایک معیار معلوم ہو گیا۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ اپنی داڑھی کے بال ایک انچ سے بھی کم رکھتے ہیں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔"

(الفضل ۲ر جولائی ۴۶ء)

حضور کا یہ واضح ارشاد مزید کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ کیا اس سے اس فرنچ کٹ داڑھی کے متعلق کچھ بھی جواز معلوم ہوتا ہے جس کی تائید مبارک احمد صاحب کرنا چاہتے ہیں؟ اپنے اس آخری ارشاد میں حضور نے اس کی کم از کم لمبائی کی تعیین **ایک انچ** بیان فرما دی ہے اور یہاں تک فرما دیا ہے کہ **"جو لوگ اپنی داڑھی کے بال ایک انچ سے بھی کم رکھتے ہیں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے خلاف کرتے ہیں"**۔ اس کے بعد حضور کے ایک پُرانے ارشاد کو اپنے غلط مقصد کے لئے استعمال کرنا صریحاً زیادتی اور سخت بے احتیاطی ہے۔ ایڈیٹر صاحب ماہنامہ خالد مکرم مولوی دوست محمد صاحب کا یہ فرض ہونا چاہیئے تھا کہ وہ جب ماہِ جون کے شمارہ میں حضور کے اس واضح ارشاد کو شائع فرما چکے تھے تو پھر اس کی تردید میں "تصویر کا دوسرا رُخ" اور "شرعی داڑھی کا مسئلہ" کے دوہرے عنوان سے اس قسم کا مضمون شائع کرنا ان کے لئے کسی صورت میں درست نہیں تھا۔ اگر صرف داڑھی کا سوال ہوتا تو تب بھی کسی حد تک یہ مضمون گوارا کر لیا جاتا مگر فرنچ کٹ کے موجودہ رواج کو شرعی داڑھی کا نام دینا شریعت کے ساتھ تمسخر اور استہزاء ہے۔ اور پھر اس قسم کی بات کا حضور کے کسی ارشاد سے جواز پیدا کرنے کی کوشش کرنا کسی صورت میں بھی مستحسن نہیں۔ حضور کے اس کے متعلق اور بھی واضح ارشاد موجود ہیں چنانچہ اس کی مزید توضیح حضور کے ۴۶ء کے ایک ارشاد سے ہوتی ہے جو کہ الفضل ۲/۷/۴۶ میں شائع ہو چکا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ داڑھی رکھو۔ پس ہمیں بھی اس بات پر زور دینا چاہیئے کہ داڑھی ہو اور ایسی ہو کہ دیکھنے والے کہیں کہ داڑھی ہے ....

..... لیکن بعض لوگ جو زیرو مشین استعمال کرتے ہیں **ان کی داڑھی واقعہ میں داڑھی کہلانے کی مستحق نہیں۔** البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے داڑھی رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ایسے لوگ **مخنّث قسم کے** ہوتے ہیں۔ یعنی داڑھی رکھنے والوں اور داڑھی منڈوانے والوں دونوں میں شامل ہونا چاہتے

ہیں۔ باقی چھوٹی یا بڑی داڑھی رکھنا
انسان کی اپنی طبیعت اور حالات
پر مبنی ہے وہ جیسی چاہے رکھ لے"

حضور کے اس ارشاد سے بھی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور انوجوانوں کے اس رجحان کی قطعاً حوصلہ افزائی نہیں فرمانا چاہتے جو آج کل فرنچ کٹ کے نام سے رائج ہو رہا ہے اور نہ ہی اسے آپ داڑھی میں شمار کرتے ہیں۔ کجا یہ کہ اسے شرعی داڑھی کہا جائے۔ بلکہ حضور صحیح اسلامی اور شرعی داڑھی رکھنے کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ مگر مبارک احمد صاحب حضور کے ارشاد سے غلط استدلال کر کے اس قسم کے فیشن کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرنا چاہتے ہیں بلکہ اس کا شرعی جواز بھی ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس معاملہ میں اس حد تک زیادتی اور دیدہ دلیری کی ہے کہ حضور کے اس ارشاد کے متعلق تحریر کیا ہے کہ ایسے لوگوں کے متعلق حضور نے جو **مخنّث** کا لفظ استعمال کیا ہے وہ "مزاحاً اور بر سبیل شگفتہ گوئی" ہے حضور کے اس ارشاد کے متعلق بغیر کسی واضح قرینہ کے اس قسم کی بات کہنا بڑی جرأت ہے۔ یہ تو "بازی بازی بار یش بابا ہم بازی" والا معاملہ ہے۔ مبارک احمد صاحب کو حضور کا مندرجہ بالا ارشاد غور سے پڑھنا چاہیئے اور پھر دیکھنا چاہیئے کہ اس میں کسی مذاق کا سوال نہیں ہے بلکہ حضور نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ غیر نمایاں بال رکھ کر یہ خیال کر لینا کہ داڑھی رکھ لی ہے درحقیقت داڑھی کا مذاق ہے اور اس قسم کے لوگ اپنے خیال میں دونوں قسم کے لوگوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور یہی مخنّث کی علامت ہے۔

الغرض الفرقان میں داڑھی کی شرعی حیثیت کے متعلق اکابر صحابہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور علمائے سلسلہ کے واضح ارشادات اور فیصلہ کے خلاف اور نیز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بعد کے واضح ارشادات کی موجودگی میں مکرم مبارک احمد صاحب کا اس کا دوسرا رُخ پیش کرنا اور آجکل کی فرنچ کٹ اور برائے نام ٹھوڑی پر چند بال کی داڑھی کو شرعی داڑھی کے اندر شامل کرنے کی کوشش کرنا بہت ہی نامناسب ہے۔

تین ضروری تصحیحات :-

(۱) ماہنامہ الفرقان بابت جولائی ۱۹۶۱ء میں مضمون بعنوان "عیسیٰ کی بھارت یاترا" صفحہ ۳۰ کالم دوم سطر ۱۲ و ۱۳ میں دو دفعہ لفظ کشمیر غلطی سے لکھا گیا ہے وہاں پر اصل میں لفظ کاشغر ہے۔ احباب درست فرما لیں۔

(۲) الفرقان حضرت میر محمد اسحاق نمبر (ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۱ء) میں صفحہ ۲ پر حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کی عمر "صرف سینتالیس سال" لکھی گئی ہے جو درست نہیں۔ آپ کی عمر بوقت وفات "چوّن سال" (۵۴) تھی۔ جیسا کہ اسی خاص نمبر میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے قلم سے صفحہ ۸ پر مذکور ہے۔ نیز صفحہ ۴۹ پر خود حضرت میر صاحبؓ کی "خود نوشت مختصر سوانح حیات" میں درج شدہ فقرہ "میری پیدائش ۸ ستمبر ۱۸۹۰ء کو بمقام لدھیانہ ہوئی" سے واضح ہے۔

(۳) اسی خاص نمبر میں صفحہ ۱۰ پر حضرت میر صاحبؓ کی وصیت کی تاریخ تحریر ۵۰/۵/۱۰ لکھی گئی ہے اصلی تاریخ تحریر ۴۴/۵/۱۰ ہے جیسا کہ صفحہ ۱۲ پر درج ہے۔ (ادارہ)

ایک حقیقت افروز علمی لطیفہ

مقامِ خاتمیت اور مقامِ محمدیت

کلمہ طیبہ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں ختمِ نبوت کا ذکر ہے!

معزز اور پیارے بھائیو! ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیئے جانے سے آپ کی بلند شان کا اعلان کیا گیا ہے ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بلاشبہ **خاتم النبیین** سب سے **اعلیٰ مقام** ہے اور یہ بھی درست ہے کہ بظاہر کلمہ شہادت میں، جو بنائے اسلام ہے، خاتم النبیین کا لفظ موجود نہیں مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل لفظ **محمد** اور لفظ خاتم النبیین اپنی حقیقت اور مآل کے لحاظ سے مترادف اور ہم معنی ہیں۔ کلمہ طیبہ میں لفظ **محمد** خاتمیت کے مقام پر ہی دلالت کر رہا ہے کیونکہ **محمد** کے معنی ہیں "بے انتہا اور سب سے زیادہ تعریفوں کا مستحق"۔ امام زرقانی لکھتے ہیں:-

"فالمحمّد فی اللغۃ الذی یحمد حمداً بعد حمد الیٰ ما لا نہایۃ لہ، فلا یقف حمدہ علیٰ حدٍّ"

(زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۵۴)

کہ ازروئے لغت محمد اس ذات کو کہیں گے جس کی تعریف بے انتہا ہو اور کبھی ختم نہ ہو"

علامہ مجدالدین لکھتے ہیں: "التحمید، حمد اللہ مرّۃ بعد مرّۃ وانّہ لحماد للّٰہ عزوجل ومنہ محمّد کانّہ حُمد مرّۃ بعد مرّۃ" (القاموس المحیط) کہ تحمید اس کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بار بار تعریف کرے۔ انسان اللہ کی تعریف کرنے سے حمّاد کہلاتا ہے اور محمّد تب کہلائے گا جب اس کی بار بار تعریف ہو"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی جامع الفاظ میں مقامِ محمدیت کی تعریف میں فرمایا ہے کہ:-

"تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمد کا نام صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمد کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصوّر ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفاتِ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۴۳)

پس مقامِ خاتمیت مقامِ محمدیت کا ہی دوسرا نام ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین ٭ (ابوالعطاء)

احمدی بچوں کیلئے دو صفحے

احمدی مسلمان اور اُن کے عقائد

جلیل۔ (تفریح کی گھنٹی میں اپنے ہم جماعت جمیل سے) آپ کے ابا جان کو لوگ کل "احمدی" "احمدی" کہہ کہہ کیوں مار رہے تھے!

جمیل۔ یہ ان لوگوں کی زیادتی تھی ابا جان تو بڑے صابر ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہی تعلیم ہے۔ کہ

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو

جلیل۔ مگر احمدی کون لوگ ہوتے ہیں وہ کیا عقائد رکھتے ہیں؟

جمیل:۔ احمدی مسلمان ہیں اور ان کے عقائد اسلامی عقائد ہیں مجھے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا یہ قول زبانی یاد ہے ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

جلیل:۔ اگر احمدی مسلمان ہیں تو دوسرے مسلمان ان سے اختلاف کیوں رکھتے ہیں؟

جمیل:۔ بھائی! مسلمان کہلانے والے بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پرسوں ہمارے سکول کے مولوی صاحب نے بتایا تھا۔ کہ مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوگئے ہیں۔ اور یہ حدیث کی پیشگوئی کے مطابق ہوا ہے۔

جلیل:۔ کیا ان سب مسلمان فرقوں کے نام الگ الگ ہیں اور ان کے عقائد ایک دوسرے سے مختلف ہیں؟

جمیل:۔ یقیناً ایسا ہوگا ورنہ الگ فرقے بنانے کے معنی ہی کوئی نہیں۔ تم نے شیعہ اور سنی نام تو سنے ہیں۔ ہمارے پڑھانے والے مولوی صاحب اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ ان کے عقائد بھی ضرور مختلف ہوں گے۔ مجھے زیادہ علم نہیں ہے۔

جلیل:۔ تمہیں یہ تو پتہ ہوگا کہ احمدیوں کے کیا عقائد ہیں۔

جمیل:۔ ہاں مجھے یہ علم ہے کہ ہم احمدی اللہ تعالےٰ کو واحد لاشریک جانتے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب رسولوں سے **افضل** اور **خاتم النبیین** مانتے ہیں۔ **فرشتوں۔ الہامی کتابوں** سب نبیوں اور **قیامت** کے ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کے کلام خدا ہونے پر ہمارا ایمان ہے

جلیل:۔ پھر تو احمدی یقیناً مسلمان ہیں مگر دوسرے مسلمانوں سے فرق کن باتوں میں ہے؟

جمیل:۔ ایک موٹا فرق تو احمدی مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں میں یہ ہے کہ احمدی **حضرت عیسیٰ** علیہ السلام کو دوسرے نبیوں کی طرح **وفات یافتہ** مانتے ہیں اور دوسرے مسلمان عام طور پر حضرت عیسیٰؑ کو انیس سو سال سے آسمان پر خاکی جسم کے ساتھ جوان کا جوان زندہ مانتے ہیں۔

جلیل:۔ یہ کون مان سکتا ہے؟ جب ہمارے نبیؐ جو سب نبیوں سے اعلیٰ درجہ کے نبی تھے۔ وہ وفات پاگئے تو حضرت عیسےٰ کو کون زندہ مان سکتا ہے؟ تاہم میں آج شام کو اپنے محلہ کے امام مسجد سے یہ مسئلہ دریافت کروں گا۔ اور ہم کل بات کریں گے۔

جمیل:۔ بہت اچھا! میں بھی ابا جان سے دوسرے اختلافی مسائل بھی پوچھ کر آؤں گا۔

(گھنٹی بج گئی اور دونو بچے اپنی اپنی جماعت میں چلے گئے)

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کا بچوں سے سلوک

(جناب سید اعجاز احمد صاحب انسپکٹر بیت المال)

—— (۱) ——

حضرت میر محمد اسحاق صاحب مرحومؓ مسجد مبارک قادیان سے مہمانخانہ کی طرف جا رہے تھے عاجز نے راستہ میں ان سے ہاتھ ملایا۔ اور عرض کی کہ مجھے سکول میں "السلام علیکم کہنا چاہیئے"۔ پر ایک مضمون لکھ کر دکھانا ہے اور عاجز نے یہ مضمون لکھا ہے اسے ملاحظہ فرما کر درست فرما دیں چنانچہ عاجز کے کاپی پیش کرنے پر مکرم حضرت میر صاحبؓ نے میرا لکھا ہوا مضمون پڑھا اور کافی دیر تک وہاں کھڑے کھڑے ہی میرے مضمون کو درست فرمایا جو میرے مضمون سے تقریباً تین گنا تھا۔

—— (۲) ——

محلہ دارالرحمت و محلہ دارالعلوم کی درمیانی سڑک پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے وقارِ عمل منایا جا رہا تھا۔ پاس ہی ایک جگہ پانی پلانے کے لئے پانی کا انتظام تھا۔ اور حضرت میر صاحبؓ پانی پلانے کے انتظام کے نگران تھے۔ عاجز نے جب حضرت میر صاحب سے پانی لینا چاہا۔ تو بایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔ حضرت میر صاحب نے تلطف بھرے انداز سے فرمایا "میاں دوسرے ہاتھ سے" اس پر عاجز نے داہنے ہاتھ سے گلاس لیا۔ اور کھڑے کھڑے پانی پینا شروع کر دیا۔ تب پھر حضرت میر صاحب نے فرمایا "میاں پانی بیٹھ کر پینا چاہیئے"۔

—— (۳) ——

مہمانخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بعد نماز مغرب مجلس ارشاد کے تحت اکثر تقاریر ہوا کرتی تھیں۔ ہم بچے بھی بکثرت جمع ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ مجلس ارشاد کے زیرِ انتظام جلسہ تھا۔ کہ ایک صاحب نے ہم بچوں کو اس جگہ سے نکالنا چاہا۔ لیکن حضرت میر صاحبؓ نے فرمایا "نہیں ان بچوں کو آگے (میز کے پاس) بٹھا دو تاکہ ان کو بھی تقریریں سن کر تقریر کرنے کا شوق پیدا ہو"۔

مذکورہ بالا تین واقعات میرے بچپن کے واقعات ہیں بظاہر دیکھنے میں معمولی لیکن ان واقعات سے حضرت میر صاحبؓ کے بلند اخلاق۔ بچوں سے الفت اور بچوں کو اسلامی اخلاق سے مزین کرنے کی جدوجہد میں حضرت میر صاحبؓ کی خاص کوششوں کا علم ہوتا ہے ۔:

زرّیں اقوال

(عبدالاحد جاوید۔ دارالرحمت شرقی۔ ربوہ)

★ اعمال نیتوں پر مبنی ہوتے ہیں۔
★ بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے۔
★ اچھا کام وہ ہے۔ جس میں میانہ روی اختیار کی جائے۔
★ اوپر کا ہاتھ یعنی بخشش کرنے والا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔
★ نیکی کا کام بتانے والا ثواب میں نیکی کرنے والے کی مانند ہوتا ہے

تحریکِ دعا

الفرقان کے خاص معاونین

یہ ان بزرگوں اور احباب کے اسماء گرامی ہیں۔ جنہوں نے دس سالہ خریداری منظور فرما کر رسالہ کی امداد فرمائی ہے۔ جزاھم اللہ خیراً۔ ادارہ احسانمندی کے طور پر ان کے نام دعا کی تحریک کے لئے دس سال تک شائع کرتا رہیگا۔ جو اور دوست اس زمرۂ محسنین میں شامل ہونا چاہیں۔ وہ دس سال کا چندہ پیشگی ارسال فرما دیں ——
۳۱ دسمبر ۱۹۶۱ء کے بعد نئے احباب شامل نہ ہو سکیں گے۔ —————— (ایڈیٹر)

ربوہ

- سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔
- صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج
- چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج
- رفیق احمد صاحب ثاقب ایم۔ایس۔سی پروفیسر تعلیم الاسلام کالج
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔
- قاضی محمد عبد اللہ صاحب پنشنر ناظر ضیافت
- چوہدری یحییٰ حسن صاحب باجوہ

قادیان دار الامان

- ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیبلر ماسٹر
- سید شہامت علی صاحب ساہنہ رتن
- حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری احمدیہ ہاؤس۔
- مسعود احمد صاحب انیس شاہجہانپوری واقف زندگی
- چوہدری عبد القدیر صاحب واقف زندگی
- ملک بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- مظفر اقبال صاحب ولد چوہدری مظفر احمد صاحب
- حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب امیر جماعت
- صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے
- مولوی برکات احمد صاحب بی اے
- چوہدری محمد عبد اللہ صاحب معاون ناظر دعوت و تبلیغ
- مولوی بدر الدین صاحب عامل

جھنگ

- میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جھنگ صدر
- ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ موضع ...
- چوہدری عبد الحلیم خانصاحب چک ۹۷ ج ب
- چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ محکمہ ترقی دیہات جھنگ مگھیانہ

سرگودھا

- چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۵ جنوبی
- حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب وردود سیڈیکل ہال
- شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ یونائیٹڈ لیس لمیٹڈ
- شیخ عبد الرحمن صاحب آڑھتی خواجہ سلیم اینڈ کمپنی۔
- مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ
- ڈاکٹر فیاض حسین صاحب رضوی ہیلتھ آفیسر قائد آباد
- ابو المظفر رائے شمشیر خان جوئیہ ٹھٹھہ جوئیہ

لاہور

- چوہدری محمد شفیع صاحب کمشن ایجنٹ بتوکی
- قریشی عبد الرشید صاحب $\frac{R}{20}$ وحدت کالونی
- خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب وائس پرنسپل ڈینٹل ہسپتال لاہور
- امیر الدین صاحب رتن باغ لاہور
- سید بہاول شاہ صاحب ۴۴ نسبت روڈ
- چوہدری اسد اللہ خانصاحب امیر جماعت احمدیہ ۱۱ کینال پارک لاہور
- سردار بشیر احمد صاحب ۱۴۴ آریہ نگر پونچھ روڈ لاہور ۲
- چوہدری عزیز احمد صاحب ایڈیشنل کسٹوڈین
- چوہدری فتح محمد صاحب مینجنگ ڈائرکٹر ہریکے ٹرانسپورٹ سرائے سلطان
- چوہدری اعجاز نصر اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ ۱۱ کینال پارک لاہور
- قریشی قمر احمد صاحب بریلوی ۹-۴۸۰-۴-F ماڈل ٹاؤن لاہور
- عبد الرشید صاحب ازیکٹی جسونت بلڈنگ جودھامل روڈ لاہور
- چوہدری نور احمد خانصاحب ۴۳ گوبند رام سٹریٹ گوالمنڈی لاہور
- سراج الدین صاحب معرفت سید بہاول شاہ صاحب ۴۴ نسبت روڈ لاہور
- چوہدری عبد الحکیم صاحب ۲۲۱ میکلوڈ روڈ لاہور
- قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ ۷ میکلوڈ روڈ لاہور
- چوہدری عبد الحمید خانصاحب ۱۱-۱۱۱-۹ ماڈل ٹاؤن لاہور
- ماسٹر حسن دین صاحب قلعہ لچھمن سنگھ راوی پارک ۲۷ لاہور

- چوہدری غلام احمد صاحب ۲۱ آئی وحدت کالونی لاہور
- چوہدری منور لطف اللہ صاحب B.A.L.L.B 8 سمن آباد لاہور
- خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا 121 میکلوڈ روڈ لاہور

راولپنڈی

- سید منظور علی صاحب F.765 سٹلائیٹ ٹاؤن سید پور روڈ
- سیٹھ محمد اسماعیل صاحب 116 ڈہوزی روڈ صدر
- شیخ غلام حیدر صاحب C.435 ڈی اے وی کالج روڈ۔
- شیخ غلام رسول صاحب B.572 نیا محلہ
- صوفی محمد شفیع صاحب ایمپائر ہوٹل
- میجر عزیز احمد صاحب شاہنواز لمیٹڈ مال روڈ
- محترمہ بیگم صاحبہ میاں حیات محمد صاحب مرحوم 1 اصغر مال روڈ
- مسٹر نذیر احمد سیالکوٹی سپرنٹنڈنٹ ای سیکشن
- کیپٹن محمد اسحاق صاحب ملک 5/186 مری روڈ۔
- رفیق احمد صاحب ڈہوی مکان B.368 گلی 10 نیا محلہ
- محمد یونس صاحب فاروق D.925 سٹلائیٹ ٹاؤن۔
- محی الدین صاحب مکان 108/9 محلہ کرتا ر پورہ بابا ر وڈا روڈ
- سید مقبول احمد صاحب B.133 ڈلہوزی روڈ
- خواجہ عنایت اللہ صاحب H.289 چھاجی محلہ
- ملک مظفر احمد صاحب بلاک 12 کوارٹر 6 چرچ روڈ۔ وکٹوریہ بیرک
- ایم۔ اے غنی صاحب بی۔ اے 1/673 تیلی محلہ
- کرنل محمود احمد صاحب C/49 چاندنی چوک سٹلائیٹ ٹاؤن
- ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی اے D.887 سٹلائیٹ ٹاؤن
- قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی احمد کمرشل کالج 117/A کشمیری بازار
- کیپٹن اے۔ یو۔ زیڈ احمد صاحب 15 چرچ روڈ لال کرتی
- چوہدری نور الحسن صاحب شیخ بتیارا
- کیپٹن عبدالحی صاحب 236/8 بیرم گلی
- شیخ عبدالحکیم صاحب B.222 سٹلائیٹ ٹاؤن
- صوبیدار نواب دین صاحب 14/12/11 محلہ امر پورہ۔
- ملک بشیر احمد صاحب فلائٹ لفٹننٹ کالج روڈ۔
- میجر عبدالرحمٰن صاحب مغل E.39 سٹلائیٹ ٹاؤن۔
- کیپٹن کرامت اللہ صاحب 13 پشاور روڈ
- چودھری مبارک احمد صاحب ایم ایس سی قائد مجلس خدام الاحمدیہ

لاہور

- ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب ایم بی بی ایس 25 ڈیوس روڈ لاہور
- ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی 14 ارجن روڈ کرشن نگر
- حافظ عبدالکریم صاحب فضل، فضل ریڈیو 45 مال روڈ۔
- محمد عثمان صاحب محمد ابراہیم اینڈ سنز دی مال لاہور
- جناب ایس۔ یو۔ شیخ صاحب کوثر مینجنگ ڈائریکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ ایس سی کالج مال لاہور
- حکیم سراج الدین صاحب محلہ پٹ رنگاں بھاٹی گیٹ لاہور
- ڈاکٹر احسان علی صاحب ۱۷ میکلوڈ روڈ لاہور
- مسٹر اے بھٹی صاحب اکاؤنٹنٹ 5 دی مال روڈ
- محمد ابراہیم صاحب ریاض ریڈیو سروس 25 مال روڈ لاہور
- چوہدری فضل الرحمٰن صاحب خیبر ٹیکسٹائل اینڈ ہوزری منڈی مال
- ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ایم بی بی ایس ڈی پی ایچ والٹن ٹریننگ سکول چھاؤنی
- میجر چوہدری عبدالعزیز صاحب کمانڈر چھاؤنی
- شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان 485/437 ایل سمن آباد
- رشید احمد صاحب ملک ماڈل اینڈ کمپنی [illegible] بلڈنگ رتن چند روڈ
- صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب 26 مال روڈ لاہور
- خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب دارالبرکات 281 فیروز پور روڈ
- مرزا عبدالرحمٰن صاحب ناصر ایم اے پروفیسر انجینئرنگ کالج لاہور
- سید حضرت اللہ صاحب پاشا ایم اے گلی 14 مکان 12 نسبت روڈ
- شیخ محمد شریف صاحب 41 سمن آباد
- چوہدری شریف احمد صاحب ٹھیکیدار اعانہ نقاب پیدار

ملتان

- سیٹھ الہ جوایا صاحب محلہ جبین آگاہی
- شیخ محمد منیر صاحب دنیا پور
- چوہدری عبداللطیف صاحب بیرون حرم گیٹ
- چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب ادمیگا ریڈیو کمپنی چھاؤنی
- چوہدری منور احمد خانصاحب بوٹیک سائیکل مارکیٹ
- ڈاکٹر عبدالکریم صاحب بیرون حرم گیٹ
- ماسٹر نواب دین صاحب ایم اے محلہ بن لوہاراں
- چوہدری محمد شریف احمد ولی محمد صاحبان کچہری بازار خانیوال
- شیخ عبدالغفور صاحب پٹواری نہر حشمت مرالی
- حکیم انور حسین۔ محمود احمد صاحبان کچہری بازار خانیوال
- شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ دنیا پور

- ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم بی بی ایس ڈان میڈیکل ہال دبل بازار ۔ بورییالہ
- عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ۔
- مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی سکندرآباد
- بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر ہاؤسنگ کالونی پیراں غائب
- شیخ عبدالرحیم صاحب پراچہ کالٹکس ایجنٹ لوہاری گیٹ ۔
- پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فورمین انڈس گیس کمپنی پیراں غائب ۔
- محمد نعیم ۔ محمد وسیم ۔ محمد حلیم صاحبان پسران شیخ محمد اسلم صاحب دنیا پور
- میاں محمد عمر صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
- زاہد علی خانصاحب منہاس کاشانۂ سجاد 9 شمس آباد کالونی
- ملک عمر علی احمد صاحب بی ۔ اے 44 کیمبرج روڈ چھاؤنی ۔

شیخوپورہ

- شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی منڈی مریدکے ۔
- ڈاکٹر عمرالدین صاحب ایم بی بی ایس زون ملیریا آفیسر
- چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ

گوجرانوالہ

- عبدالرحمن صاحب مینیجر سنگھ مشین کمپنی
- چوہدری محمد لطیف صاحب ایم اے ولد چوہدری شیر محمد صاحب نمبردار منڈھیالہ وڑائچ
- میاں برکت علی غلام احمد سوداگران چرم وزیرآباد
- چوہدری محمد شریف صاحب نیروزوالہ
- چوہدری عزیز اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ وزیرآباد
- میاں محمد شریف صاحب بیت الشمس باغبانپورہ احاطہ شیخ جھنڈو
- چوہدری عبدالحمید صاحب گلی مولوی سراج الدین تھانہ بازار
- ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب "ناگوری" وزیرآباد
- چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر آف ورکس ریلوے وزیرآباد
- مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز مین بازار وزیرآباد
- میاں محمد خان اکبر علی صاحبان سوداگران چرم وزیرآباد
- میاں عنایت اللہ صاحب فاروق گکھڑی نظام آباد
- ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ وزیرآباد
- میاں قمرالدین صاحب مرحوم گکھڑ
- چوہدری بشیر احمد صاحب ڈسٹرکٹ انجنیئر
- چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک گلی 26 محلہ اسلام آباد ۔

جہلم

- سیٹھی عبدالحق صاحب دارالقیاس مین بازار
- سیٹھی خلیل الرحمان صاحب مشین محلہ مکان 212
- خواجہ عبداللطیف صاحب جنرل مرچنٹ میں بازار

گجرات

- حوالدار مبارک احمد صاحب ۱۱ انجنیئر کنسٹرکشن بٹالین کھاریاں چھاؤنی
- چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گجرات
- چوہدری عبدالمالک صاحب نشاید مسجد احمدیہ

سیالکوٹ

- حکیم سید بیر احمد شاہ صاحب بازار رنگساریاں
- چوہدری نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
- محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
- چوہدری خالد سیف اللہ خانصاحب الیکٹرک سٹی ڈیپارٹمنٹ
- چوہدری غلام حسین صاحب گوہدپور
- میاں سلطان احمد خانصاحب منڈیکے گورائیہ

کوئٹہ

- ماسٹر عبدالکریم صاحب جناح روڈ
- شیخ محمد حنیف صاحب معرفت شیخ کریم بخش صاحب اینڈ سنز قندھاری بازار
- حضرت شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
- شیخ محمد اقبال صاحب اقبال بوٹ ہاؤس جناح روڈ
- شیخ عبدالاحد صاحب پوسٹ بکس 44
- خلیفہ عبدالرحمن صاحب مکان $\frac{7-5}{40}$ نکڑ منڈی روڈ ۔
- مجلس خدام الاحمدیہ مسجد احمدیہ شارع فاطمہ جناح
- احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
- سید قربان حسین شاہ سٹیشن ہاؤس آفیسر تھانہ قلعہ سیف اللہ ضلع ژوب بلوچستان
- عبدالوحید خانصاحب کلاتھ کول کمپنی جناح روڈ
- ڈاکٹر میجر سراج الحق خانصاحب جوئی مووڈ
- چوہدری محمود احمد صاحب محمد علی برادرز شارع اقبال
- عطاء الحق خانصاحب معرفت حق برادرز ٹفنی روڈ
- چوہدری محمد ابراہیم صاحب ڈائریکٹر مانند سٹریٹ فاطمہ جناح روڈ ۔
- سیٹھ محمد سعید صاحب ڈھیلو مل روڈ اسلام آباد
- محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ ۔ جنجوعہ میڈیکل ہال
- میاں بشیر احمد صاحب ایم اے نزد احمدیہ مسجد

اضلاع سابق سندھ

- چوہدری سلطان علی صاحب کمیشن ایجنٹ محراب پور
- حاجی عبدالرحمن صاحب رئیس باندھی ضلع نواب شاہ
- محمد عبداللہ صاحب رئیس باندھی ضلع نواب شاہ
- علاؤالدین صاحب گوٹھ علاؤالدین 〃
- چوہدری عطا محمد صاحب گوٹھ اللہ بخش 〃
- چوہدری محمد عبداللہ صاحب 〃 〃
- چوہدری غلام نبی صاحب 〃 〃
- چوہدری برکت علی صاحب پریذیڈنٹ گوٹھ سردار محمد پنجابی ضلع نواب شاہ
- حاجی قمرالدین صاحب گوٹھ قمرآباد
- حاجی کریم بخش صاحب 〃 〃
- ڈاکٹر فقیر محمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ قمرآباد ضلع نواب شاہ
- رئیس عبدالحمید صاحب معرفت حاجی عبدالرحمن صاحب باندھی
- چوہدری صادق احمد صاحب کمیشن ایجنٹ دریا خان مری

- مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور ضلع نواب شاہ
- ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب مارکیٹ روڈ نواب شاہ
- سیٹھ محمد الدین صاحب مرحوم معرفت محمد یوسف محمد اسحاق کریانہ مرچنٹ۔
- چوہدری غلام رسول صاحب گوٹھ غلام رسول ضلع تھرپارکر
- ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی میرپور خاص
- بابو عبدالغفار صاحب فوٹو سپیڈ سردس رسالہ روڈ حیدرآباد
- چوہدری محمد اکرم صاحب کوٹھی ۹۲ لطیف آباد (حیدرآباد)
- ڈاکٹر احمد الدین صاحب کنری تھرپارکر
- چوہدری شاہ دین صاحب گوٹھ شاہ دین ضلع نواب شاہ
- فضل الرحمٰن خانصاحب سول انجنیئر سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد
- ملک محمد الٰہی صاحب امیر جماعت احمدیہ بدین ضلع حیدرآباد
- ملک جلال الدین صاحب سیکرٹری جنرل جماعت احمدیہ بدین
- ملک محمود احمد صاحب جارکول مرچنٹ بدین
- خان نصیر احمد خانصاحب ناصر حق برادرز خانپور
- مہر غلام محمد صاحب " "
- چوہدری کرامت اللہ صاحب معرفت دین
- چوہدری نتھے خانصاحب گوٹھ چوہدری نتھے خاں ضلع خیرپور

- ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد ضلع نواب شاہ
- چوہدری ظفر اللہ خانصاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ منو آباد
- چوہدری منظور حسین صاحب معرفت چوہدری محمد اکرم صاحب لطیف آباد
- چوہدری فضل احمد صاحب غلہ منڈی رحیم یار خاں سندھ

بہاولپور

- عزیز محمد خانصاحب ہیڈ منشی بیلو آفیسر محکمہ نہر۔ بہاولپور
- چوہدری غلام احمد صاحب ڈپٹی چیف انجنیئر ایریگیشن۔
- پیر محمد اقبال صاحب اسٹیشن ماسٹر
- چوہدری رحمت اللہ صاحب کمیشن ایجنٹ ڈیرہ نواب صاحب
- چوہدری شریف احمد صاحب ہیڈ اسسٹنٹ پبلک انجنیئرنگ سرکل بہاولپور
- بشیر الدین صاحب کمال سی اے آفس دربار روڈ۔
- شیخ احمد بخش صاحب صراف مچھی بازار
- مولوی غلام نبی صاحب آپا زمینہ کلرک دفتر چیف ڈپٹی انجنیئر
- سید انور احمد صاحب شریفی نزد ریسٹ ہاؤس
- مرزا ارشد بیگ صاحب بگھی خانہ

کراچی

- غلام احمد صاحب فردوس کالونی گو بیمار ۲

- چوہدری بشیر احمد صاحب منیر بی - ا - ے
- چوہدری محمد خالد ۱۲/ج بلاک ۶ P.E.C.H.S
- چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید ذخر منزل کھوڑی گارڈن
- ایسٹرن سروسز لمیٹڈ ۱۴۰ بندر روڈ
- ڈاکٹر سعد الدین صاحب درویش معرفت سید عبداللطیف صاحب جناح سنٹر ہسپتال
- محمد شریف صاحب چغتائی اسسٹنٹ ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف
- محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم وارنٹ آفیسر ایم اے ارشاد صاحب
- عبدالرزاق صاحب مہتا ایڈمنسٹریٹو کنٹرولر آفیسر پیر الٰہی بخش کالونی
- قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے کراچی یونیورسٹی
- مولوی صدر الدین احمد صاحب ۴/۲ ماڈرن کالونی منگھا پیر روڈ
- عبدالرحیم صاحب مدہوش رحمانی ۱/۱۳ مارٹن روڈ۔
- میجر محمد عبداللہ صاحب ہمار
- ملک رشید احمد صاحب قیصر ریسٹورنٹ بندر روڈ۔
- چوہدری مختار علی صاحب ۱۳/۱۲ سی ایریا لالوکھیت۔
- چوہدری محمد اسرائیل احمد صاحب واٹر سپلائی فیکٹری کراچی۔
- ملک عبدالمنان صاحب خالد ۲/۳ 2.H ناظم آباد
- چوہدری شاہنواز صاحب شاہنواز لمیٹڈ

- ڈاکٹر اے آر احمدی مکان ۲۸ دیارام کراچی ۳
- بشیر احمد صاحب ڈرائیور مکان ۸۰/۲ P.R میگزین لین۔
- چوہدری احمد مختار صاحب منیجر المختار لمیٹڈ۔
- مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی لارنس روڈ ۴۲ پاکستان کوارٹرز
- چوہدری احمد جان صاحب ۱۳ اکبر منزل ہسپتال روڈ۔
- والدہ صاحبہ سید رفیق احمد صاحب ایسٹ افریقن کمپنی بنک روڈ کراچی
- ملک مبارک احمد صاحب نیو کلاتھ مارکیٹ

بہاول نگر

- شیخ فیروز الدین صاحب معرفت جیف جنرل سٹور عیدگاہ روڈ
- چوہدری غلام نبی صاحب گرداور سوڈا بستی
- چوہدری غلام قادر صاحب کمشن ایجنٹ
- چوہدری علم الدین صاحب " ہارون آباد
- مستری عبدالخالق صاحب خراد والے گڑمنڈی
- چوہدری امام الدین صاحب سدھو چک 166/7-R
- مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار چک 169/7-R
- چودھری محمد الحسن صاحب باجوہ چک 191/7-R
- چوہدری سردار محمد صاحب غلہ منڈی فورٹ عباس
- " غلام مصطفےٰ احمد دین صاحبان چک 186/7-R
- چوہدری حسین بخش صاحب چک 109/6-R

- چوہدری بشیر احمد صاحب چک 103/ R.B
- چوہدری غلام رسول صاحب باجوہ چک 30/ R.B
- 〃 علی شیر صاحب چک 169/ مراد
- 〃 بشارت احمد صاحب چک 166/ مراد
- میاں مسعود احمد خانصاحب 〃
- ماسٹر محمد انور صاحب 〃
- محمد سعید صاحب ولد چوہدری اللہ رکھا صاحب چک 166/ مراد
- رانا نجم الدین صاحب چک 166/ مراد
- چوہدری عبدالعزیز صاحب باجوہ ہارون آباد

پشاور

- محمد سعید احمد صاحب، اسسٹنٹ انجینئر ایئر فورس 27/E نشتر آباد
- نوابزادہ محمد امین خانصاحب مکان 878/D منشیاں گلی نمول شہر۔
- مرزا محمد عبد اللہ صاحب پروپرائٹر عجائبات سنگ جی ٹی روڈ
- مولوی خلیل الرحمن صاحب مکان 2224/K محلہ رام پورہ

لائلپور

- مبارک علی صاحب لائل پوٹری سٹور راجیاہ روڈ
- مولوی برکت علی صاحب لائق نارائن فلور ملز جڑانوالہ

- شیخ الحاج عبداللطیف صاحب معرفت مجید اینڈ کمپنی 12 ریل بازار

دیگر اضلاع

- شیخ محمد صاحب عدد معلم ڈی بی پرائمری سکول لینالہ اسٹیٹ ضلع منٹگمری
- سردار امیر محمد خانصاحب قیصرانی کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخان
- قاضی محمد برکت اللہ صاحب ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور

مشرقی پاکستان

- قاضی خلیل الرحمن صاحب خادم بخشی بازار روڈ ڈھاکہ
- محمد سلیمان صاحب 6/11/7 ج سوبا روڈ ڈھاکہ
- مولوی ابوالخیر محمد محب اللہ صاحب انجمن احمدیہ محمود نگر
- صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب 2 اصفہانی کالونی ڈھاکہ۔
- ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی پی ایچ 2 قائد اعظم روڈ نارائن گنج ڈھاکہ
- ایس ایم حسن صاحب امیر جماعت احمدیہ 4 بیل روڈ رمنا ڈھاکہ
- چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں 150 قائد اعظم روڈ نرائن گنج ڈھاکہ
- چوہدری خورشید احمد صاحب ڈھاکہ
- شیخ عبدالحمید صاحب معرفت آغاز کارپوریشن 93 مغل ٹولی چوک ڈھاکہ
- محمد فضل کریم صاحب ملاں 4/4 شانتی نگر ڈھاکہ 2
- مسٹر عبید اللہ صاحب کرشن مشن روڈ ڈھاکہ 2

- مسٹر ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی نزد حبیب بنک ڈھاکہ
- چوہدری سیف اللہ خانصاحب سیفی شاہنواز ایسٹ پاکستان کمپنی 9 ڈھاکہ
- ملک محمد طفیل صاحب کیمری ریسٹورنٹ 〃
- محمد حبیب اللہ صاحب پوسٹ بکس 2 نرائن گنج۔
- سید ضیاء الحسن صاحب ملٹری ہسپتال چٹاگانگ چھاؤنی۔
- چوہدری احسان اللہ صاحب پوسٹ بکس 345 چٹاگانگ

بھارت

- مولوی محمد سلیم صاحب 197 نیو پارک کلکتہ۔
- سید فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
- کمال الدین صاحب مدراس 1
- محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی ایل ایل بی اردو گلی نمبر 1 بازار حیدرآباد دکن
- مولوی سراج الحق مکان 729-152 عثمان گنج حیدرآباد
- امیر علی صاحب صدیقی موگرل ایس کنانور ملابار
- میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ
- میاں محمد بشیر صاحب سہگل کلکتہ 3
- سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن

دیگر ممالک

- صالح الشیبی الشبهدی صاحب سورابایا انڈونیشیا
- محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشیبی صاحب
- چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی کماسی۔ گھانا
- میاں محمد انور ڈاکٹر محمد شفیق صاحب پوسٹ بکس 384 چٹاگانگ[1]
- محمود احمد علاؤالدین صاحب نصیر آباد چٹاگانگ[1]
- محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ پوسٹ بکس 53 چٹاگانگ[1]
- عبدالعزیز عزیز الدین صاحب 5/W/15 لنڈن۔
- مسٹر محمد ناظم خانصاحب غوری پوسٹ بکس 145 افریقہ۔
- محمد اسماعیل منیر پوسٹ بکس 6 روزہل مارلیشس
- چوہدری عبدالستار صاحب کویت (عرب)
- حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب 65 سٹریٹ نیویارک U.S.A
- ایم اے ہاشمی صاحب پوسٹ بکس 19/5 کویت (عرب)
- اے جی جمن بخش صاحب بارامادہو (امریکہ)
- سید عبدالرحمن صاحب کنسیمن روڈ (امریکہ)

---

[1] یہ نام اس دفعہ مشرقی پاکستان کے نیچے لکھے جانے کی بجائے غلطی سے غیر ممالک کے نیچے درج ہو گئے ہیں۔

الفردوس

انار کلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵ - انار کلی - لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے بے نظیر تحفہ

نور کاجل

★ آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
★ نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
★ آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
★ آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
★ خارش، پانی بہنا، بھنی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے

بوقت ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ

دماغی

دل و دماغ کے لئے بہترین ٹانک۔ دماغی محنت کرنیوالے طلباء، وکلاء، پروفیسرز، ججز وغیرہ کے لئے بہت راحت و آرام کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح کثرت کار یا تفکرات یا پریشانی کی وجہ سے جن لوگوں کے دل و دماغ کمزور ہوگئے ہوں۔ سر میں گرانی اور درد ہو، گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو۔ ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہیں ان کا استعمال آپ کی کارکردگی میں اضافہ اور آپ کی طبیعت میں بشاشت پیدا کرے گا۔ انشاء اللہ

ایک گولی صبح بعد ناشتہ، ایک دوپہر، ایک شام، بعد غذا ہمراہ آب

قیمت فی شیشی ۳۰ گولی پانچ روپے ❖

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ۔ گول بازار ربوہ

حیات طیبہ مصنفہ جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل مکتبہ الفرقان ربوہ سے طلب فرمائیں۔ قیمت مجلد سات روپے علاوہ محصولڈاک